ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷ فروری ۱۹۵۶

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

فہرست مضامین

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
تعریف بدعت	صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب	۲
شذرات	ایڈیٹر	۳
حکایات الصالحین (سید عبدالقادر خاموش)	مرتبہ چوہدری عبدالرحمن خان صاحب	۴
استفتاء	مولانا محمد علی صاحب لاہور	۴
مناجات صبوحی از حضرت صدیق اکبر (منظوم ترجمہ)	مولانا عبدالمجید صاحب سرمش	۵
مجلس فکر (منقاب عبداللہ رسول سالک)	مرتبہ چوہدری عبدالرحمن خان صاحب	۶/۷
خطبہ جمعہ (مسلمانوں کی مشکلات کا حل)	حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب	۸/۹
دین و دنیا کی فلاح تلاوت قرآن میں	حاجی کمال الدین صاحب	۱۰
دعا ارسلناک الا رحمۃ للعالمین	مرتبہ سید اشفاق صاحب مجیبی	۱۱/۱۲
خرابی سینما (نظم)	مفتی جمیل احمد صاحب	۱۲
مقصود زندگی	میر صدر الدین حسین خان صاحب	۱۴/۱۵
علم تصوف	صاحبزادہ محمد امیر صاحب	۱۶
امراۃ الاسلام	سید مشتاق حسین بخاری	۱۷
نماز اور تزکیہ اخلاق	عبدالرشید عباسی	۱۷
بچوں کا صفحہ		
روحانی بیماریاں حسد	سید مشتاق حسین بخاری	۱۹
خبریں	ادارہ	۲۰

تعریف بدعت

صاحبزادہ عبدالرحمن نئی آبادی جیا موسٰی لاہور

وَمَن یُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الهُدَىٰ وَیَتَّبِع غَیرَ سَبِیلِ المُؤمِنِینَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ ط وَسَاءَت مَصِیرًا ط

ترجمہ:۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا۔ بعد اس کے کہ ہدایت اس کے ہاں واضح ہو چکی ہے۔ اور وہ صحابہ کرام کے طریقہ کے خلاف کوئی اور راہ اختیار کرے گا۔ ہم اس کو وہی سونپ دیں گے جس طرف وہ خود متوجہ ہوا اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور دوزخ برا ٹھکانہ ہے۔

برادران عزیز! آپ کو عتاب مذکور الصدر سے بچا کر عند اللہ وعند الرسول سرخرو کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تابعداروں کی رسوم صالحہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ سے مستدعی ہوں کہ مجھے اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں سرخرو ہو کر پیش ہوں آمین یا رب العالمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنَا هٰذَا مَا لَیسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ۔ جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے۔ جو اس کا جزو نہیں ہے۔ تو وہ چیز مردود ہے۔

شریعت سازی یا بدعت

بدعت کتاب سنت سے خارج۔ اس نئی بات امر، حکم، رسم، طریقہ اور کام کو کہتے ہیں۔ جو مذہبی دنیا میں دین کے نام سے جاری کیا جائے۔ اسے نیک کام کہا جائے۔ اور کرنے والے کو ثواب کا وعدہ دیا جائے۔ اور اس کی سند نہ تو کتاب وسنت سے ملے اور نہ ہی اس کا پتہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں چلے احداث و بدعت گمراہی ہے اور حقیقت ہے کہ خدا اور رسول کے سوا کسی کو تشریع کا حق نہیں۔ اور خود نہ ہی کوئی دوسرا اپنی مرضی کے مطابق خود ساختہ دین پر چلانے کا حق رکھتا ہے۔

شرک فی الرسالت

خدا کے امر و نہی کے علاوہ اپنے تیار کردہ ادامر خانہ ساز مسائل دوسروں میں جاری کر کے تو الا شرک فی الرسالت کا مرتکب بنتا ہے کیونکہ خدا کی نازل کردہ شریعت کو اس کا پیغمبر ہی ظاہر کرتا ہے دین الٰہی کی نشان دہی خدا کے اذن سے رسول ہی فرماتا ہے۔ اور تمام اوامر نواہی کی فہرست نبی کے ہاتھوں ہی مکمل ہوتی ہے۔ تو شریعت ساز۔ بدعتی جہاں خدا کا شریک بنتا ہے۔ وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بھی چھینتا ہے۔ گویا اسلام کے مکمل دین میں مسائل وضع کر کے ایک طرف سے نبی بنتا ہے تو زبان سے دعوئ نبوت نہیں کرتا۔

حشر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساقی کوثر ہونگے۔ اپنی امت کو کوثر سے جام بھر بھر کر پلا دینگے لوگ آتے جائیں گے۔ اور سیراب ہو کر لوٹیں گے اس دوران میں آپ کی امت کا ایک گروہ حوض کوثر کی طرف بڑھے گا۔ حضور فرماتے ہیں فیحال بینی و بینھم۔ میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ آجائے گی۔ وہ میرے پاس پہنچنے سے روک دیئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا۔ یہ میری امت کے لوگ ہیں۔ (انہیں کیوں روکا گیا) جواب ملے گا اِنَّکَ لَا تَدرِی مَا اَحدَثُوا بَعدَکَ اے رسولؐ! آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا بدعتیں، نو ایجاد مسئلے اور گھریلو فتوے دین کے اندر جاری کئے تھے۔ یہ شریعت سازوں کا ٹولہ ہے اِنَّهُم غَیَّرُوا اَحدَثُوا انہوں نے آپ کے (محکم) دین کو (بدعتیں جاری کر کے) بدل دیا تھا۔ مذہب کی شکل بگاڑ دی تھی (اس لئے یہ اہل بدعت تیرے حوض کوثر پر نہیں آسکتے۔ اور نہ ہی وہاں سے پی سکتے ہیں حضور اکرم فرماتے ہیں۔ پھر میں ان سے کہونگا سُحقًا سُحقًا۔ دور ہو جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاؤ (مسلم۔ احمد)

دین کے اجارہ داروں کا حشر

یہ حشر ہوگا ان مولویوں، پیروں، مقتداؤں اور مرشدوں کا۔ جنہوں نے بدعتیں جاری کیں۔ اور ان پر عمل کیا۔ گھریلو مسئلے بتائے اور خواہش کے فتوے دیئے۔ روٹی کے لئے دین کو بدلا اور دنیا کے لئے شریعت میں رخنہ اندازی کی۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقہ بندیوں کی بنیاد رکھی۔ آیات کو غلط بیان کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑایا۔ اور لڑا کر انہیں گروہ گروہ بنایا۔ غیر ذی عوج قرآن کی غلط تاویلیں کیں۔ اور اس طرح تجارت کے کارخانے کھولے احادیث کی تغییر کر کے اپنے بے سند اقوال و افعال کے بتوں کو لوگوں سے پجوایا۔ اور شریعت غرّا کے اندر اپنی امریت کا مظاہرہ کیا۔ ایسے لوگوں کو حضور انور حوض کوثر سے دھتکار دیں گے۔ اپنی آنکھوں سے پرے ہٹا دیں گے۔ رحمت دو عالم کی رسالت کی کملی کھینچنے والے نابکاروں کو فرشتے دھکے دیتے ہوئے جہنم کی طرف لے جائیں گے اور ان کے لئے حضور شفاعت نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی خدا آپ کو ان کے لئے شفاعت کا اذن دیگا جب حوض کوثر پر خدا انہیں پھٹکنے نہ دے گا۔ اور حضورؐ سُحقًا سُحقًا۔ دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ کہہ دینگے اب ان دین کے اجارہ داروں، آمروں کو کون پوچھیگا انجام ظاہر ہے۔

شریعت ساز اور نار جہنم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلام کے نام سے ہر نیا کام، امر، طریقہ اور مسئلہ جو کتاب و سنت سے ثابت نہ ہوا بدعت ہے (شریعت سازی ہے) اور ہر بدعت گمراہی (دین سے بھٹکنا) ہے اور گمراہی موجب دوزخ ہے (مشکوٰۃ ملاحظہ ہو) بدعت کے جاری کرنے اور بدعت پر عمل کرنے والوں کو حضور انور عذاب جہنم سے ڈرا رہے ہیں۔

ہفت روزہ
خُدام الدّین لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۷ر فروری ۱۹۵۶ء | شمارہ ۱۰

"حکومت پاکستان فوری جواب دے"

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے بھی انہی کالموں میں عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ پاکستان کی ترقی اور نشو و نما کے لئے زرمبادلہ کار آمد اور مفید ترین چیز ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ زر مبادلہ اس ملک کا ترقی یافتہ اور اہل ثروت طبقہ پیدا نہیں کرتا بلکہ پاکستان کا مزدور شب و روز کی محنت سے خام اشیا اُگاتا ہے اور حکومت انہیں برآمد کر کے بیرونی سکہ یا زرمبادلہ حاصل کرتی ہے۔ اس سے دوسرے ممالک سے اشیائے ضرورت درآمد کی جاتی ہیں اس کا ایک گراں قدر حصہ ہمارے بیرونی سفارت خانوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ بیرونی سفارت خانے اس لئے قائم کئے جاتے ہیں کہ اہل پاکستان کی دوسرے ممالک میں ترجمانی کریں اور پاکستان کے مفاد کی پاسداری کریں۔

اخباری اطلاعات مظہر ہیں کہ اس دفعہ اقوام متحدہ کے عمومی ایوان (GENERAL COUNCIL) میں جس عدم دلچسپی۔ جہالت لاپرواہی اور بے حیائی کا ثبوت پاکستان کے وفد کی جانب سے دیا گیا اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس دفعہ وفد کی قیادت پاکستان کے سابق وزیر اعظم اور سفیر متعینہ امریکہ کر رہے تھے۔ وہ بیشتر اجلاس سے غیر حاضر رہے۔ اُن سے یہ توقع نہ تھی کہ پاکستان میں اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہنے کے بعد اس ملک کے حقوق کے تحفظ سے یوں لاپرواہی برتیں گے۔ اور نہ ہی انہیں اتنی گرانقدر تنخواہ اور مراعات غیر حاضر رہنے کے لئے دی جا رہی ہیں۔ وفد کے اکثر ارکان بھی غیر حاضر رہے۔ اگر کسی رکن نے کارروائی میں حصہ بھی لیا تو اقوام متحدہ کے منشور اور قوانین سے ناواقفیت کی بنا پر غیر ممالک کے اراکین کے لئے تفریح طبع کا سامان بنتے رہے۔ پاکستانی وفد کے ایک معزز رکن نے تو حد کر دی۔ وہ اجلاس کے دوران میں شراب کے نشے میں چور ایوان سے باہر پڑے تھے اور انہیں ایک چوکیدار نے باہر کیا۔

حضرات آپ نے پاکستان کی ترجمانی اور زر مبادلہ کا مصرف ملاحظہ فرما لیا۔ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت سے اکثر تنازعات ابھی اقوام متحدہ کی مختلف انجمنوں میں زیر غور ہیں۔ اور ان کی نگہداشت بھی انہی "شرابی" اراکین کے سپرد ہے۔

ان خبروں کی چونکہ تا حال حکومت کی جانب سے تردید نہیں ہو سکتی لہٰذا ملک کے عوام میں غم و غصہ اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہم حکومت سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ حقائق کو بر سر عام لائے اور ایسے "قومی مجرموں" کو قرار واقعی سزا دے جتنا (عوامی) روپیہ ایسے نا اہلوں کی تنخواہوں وغیرہ پر خرچ کیا گیا ہے وہ ان کی جائیدادوں سے وصول کیا جائے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایسے وفود اور اراکین کے انتخاب ہی میں بے اصولی اقربا نوازی اور قومی متاع میں خیانت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایسے آدمی جو اپنی نااہلیت کی بنا پر اپنے ملک ہی میں کوئی منصب حاصل نہیں کر سکتے۔ اس فارن سروس میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یا پھر برخاست شدہ وزیر وغیرہ کو اس کے سابق منصب کی رعایت سے بیرون پاکستان بھیج دیا جاتا ہے اور یا ایسے آدمیوں کو خوش کیا جاتا ہے جو حکومت کی نظر میں کھٹکتے ہوں۔ اگر ان تمام کی بجائے قابل۔ لائق اور شریف انسانوں میں سے بیرونی ملازمت کے لئے چناؤ کیا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان کی بیرونی دنیا میں قدر افزائی نہ ہو۔

جبکہ اسلامی اُصولوں پر مبنی پاکستان کا آئندہ دستور زیر غور ہے۔ یہ بات اشد ضروری ہو گئی ہے کہ اہل کاران حکومت نہ صرف علمی طور پر تعلیمات دینی سے بہرہ ور ہوں بلکہ عملی طور پر بھی اُن کے متحمل ہوں۔ ہماری خارجہ پالیسی قیام پاکستان کے بعد ہی سے صحت مند نہیں رہی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ جلد از جلد اسے درست کیا جائے۔ تاکہ نہ صرف اس ملک کی سالمیت اور نیک نامی خطرے سے محفوظ رہے۔ بلکہ اس کی عزت اور وقار بڑھے۔ یہ صحیح معنوں میں ممالک اسلامیہ کے لئے مثالی ملک بنے اور داخلی اور خارجی طور پر اُن کی رہنمائی کر سکے۔

اظہار تشکر

آپ کے جریدہ خدام الدین کی روز افزوں اشاعت کی وجہ سے ہم نہایت گرمجوشی سے پہلے تو اس خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کے ہم ناچیز بندے ہیں اور جس نے ہمیں اپنے دین کی اشاعت اور ترقی کے لئے سعی کرنے کی توفیق دی۔ اور اس کے بعد ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو نہایت پُر خلوص اور پاکیزہ قلوب کے ساتھ ہماری اعانت فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں کی عام بے دینی اہل دین پر بہت ناگوار تھی۔ لیکن ہمارا یہ کہنا ایک مژدہ سے کم نہیں کہ اس دور انحطاط زمانے میں بھی اللہ کے بندوں کی کمی نہیں۔ جنہوں نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور اپنی بے سرو سامانی اور بیچارگی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے صرف خدائے لم یزل کی نصرت اور تائید کی بنا پر محنت شاقہ کئے جا رہے ہیں۔ صرف انہی بزرگوں کی کوششوں اور دعاؤں کی برکت سے ہمارا دین اگلی صدی میں منتقل ہو رہا ہے۔

یہاں بالخصوص ان بزرگوں کا ذکر کرنا ہے جو "خدام الدین" کے لئے کام کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد نور منٹگمری ہیں۔ جو ابتداء ہی سے کثیر تعداد میں رسالے منگوا کے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔ (آمین) آپ کے بعد طبیب امیر علی صاحب قریشی کتب فروش بیرون خیر المدارس ملتان ہیں جو اس جریدہ کے مستقبل کے لئے نہایت پاکیزہ (باقی بر صفحہ ۱۱)

حکایاتِ الصالحین :-

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی خامس رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب

وطن مالوف حضرت کا وطن مالوف بغداد شریف ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید ابراہیم ہے۔ کہتے ہیں کہ سید ابراہیم کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی آپ ہمیشہ اس آیت کریمہ کا ورد رکھتے تھے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ (ترجمہ- اے میرے پروردگار تو مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو وارثوں میں بہتر وارث ہے) آپ کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوئے اور اُن کو یوں ارشاد فرماتے دیکھا کہ اے سید ابراہیمؒ تجھے خوشخبری اور مبارک ہو کہ خداوند تعالےٰ نے تیری گریہ وزاری منظور فرمائی تیرے ہاں ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا۔ جس میں میری صفات اور کرامات ظاہر ہوں گی وُہ دین کا چراغ ہوگا۔ اور خلق خدا اس کے فیض سے بہرہ ور ہوگی۔ اس کا نام عبدالقادر ہوگا۔ وقت مقررہ کے بعد مولود مسعود کی ولادت ہوئی۔ سارے شہر بغداد میں اُن کی ولادت کا شہرہ ہو گیا۔ اس وقت حضرت غوث الاعظمؒ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد نسین شاہ صاحبؒ تھے۔ صاحب موصوف باکمال برگزیدہ بزرگ تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس زمانے کے بادشاہ محمد شاہ دہلی والئے ہندوستان نے سجادہ نشین بغداد کی خدمت میں ایک قاصد دعوت نامہ دے کر بھیجا حضرت سجادہ نشینؒ نے جناب سید عبدالقادر خامس کے والد ماجد سید ابراہیم صاحبؒ کو منتخب فرما کر ہندوستان جانے کا حکم دیا۔ سید عبدالقادر صاحب خامس اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ مہمان شاہی ہونے کی وجہ سے تمام راستے کا انتظام حکومت کے ذمہ تھا۔ چند روز ہندوستان رونق افروز رہ کر بغداد واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی قدرت اور بندگان ہند کی خوش قسمتی سے سیّد عبدالقادر صاحب خامس کے دل میں ہندوستان کی محبت ایسا گھر کر گئی کہ واپس بغداد شریف پہنچ کر حضرت سجادہ نشینؒ کی اجازت سے ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔ آپ واپسی پر براہ راست ہندوستان وارد نہ ہوئے۔ بلکہ ہر شہر اور قصبے کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ راستہ میں آپ سے بہت کرامات اور خوارق عادات ظہور پذیر ہوئیں۔ اور بیشمار لوگ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر مستفید ہوئے۔ آپ نے نصیر آباد میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور اس کے بعد بدین (سندھ) میں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ روز مقام ... آباد میں قدم رنجہ فرما کر ٹھٹھہ (سندھ) میں تشریف لے گئے اور اس کے بعد ملتان میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں مسجد مبارک میں چلہ ادا کیا۔ یہاں سے آپ علاقہ سانگھڑ (سندھ) چلے گئے اور سردار کرم خاں کو اپنی نظر کیمیا اثر سے سرفراز فرمایا۔ بعدہٗ آپ لکی میراں تشریف لے گئے۔ وہاں دو بزرگ میر سید داول و سید عبداللہ مشہور و معروف مشائخ بیٹھے تھے۔ آپ اُن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر دربانوں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ وہاں سے ہٹ کر آپ ایک گورستان میں مقیم ہوئے۔ دوسرے دن دونوں بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی۔ آپ ایک جا اسی گورستان میں پیدا کے شکار پور سندھ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک کنوئیں پر سے آپکا گذر ہوا جہاں ایک نابینا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عرض کی یا حضرت اس کنوئیں کا پانی کھارا ہے کھیتی باڑی اور درخت وغیرہ خشک ہو جاتے ہیں دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کا پانی میٹھا کر دیں حضرتؒ نے اپنا لعاب دہن پانی کنوئیں میں ڈالدیا اسی وقت کنوئیں کا پانی بحکم الٰہی شیریں ہو گیا۔ اس کے بعد حضرتؒ نے اپنا دست مبارک اس نابینا کی آنکھوں پر پھیرا اور دعا فرمائی جس کی برکت سے اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

الاستفتاء

از حضرت مولانا محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد، لاہور

سوال ع ۱

عبداللہ شکاری پوچھتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بندوق یا تیر یا نیزہ یا شمشیر وغیرہ بہ نیت شکار بسم اللہ کہہ کے جانور پر لگائے۔ اور وہ جانور اس کی ضرب سے اس قدر جلد مرجائے۔ کہ ذبح نہ کیا جا سکے۔ تو شرعاً اس جانور کا کھانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

المستفتی عبداللہ۔ سکنہ شاہ پور

الجواب وھو الموفق للصواب

تیر اور نیزہ وغیرہ کو اگر بہ نیت شکار لگائے۔ اور جانور اس سے زخمی ہوتے ہی مرجائے تو اس جانور کا کھانا حلال ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ قولہٗ

اذا سمی الرجل عند الرمی اکل ما اصاب اذا جرح السہم فمات لانہ ذابح بالرمی۔ لکون السہم آلۃ لہ فیشترط التسمیۃ عندہ ولابد من الجرح لیتحقق معنی الزکوٰۃ و فی ملتقی الابحر وقع السہم بہ فتحامل ادغاب ولم یقعد عن طلبہ ثم وجدہ میتا حل ان لم یکن بہ جراحۃ غیر جراحۃ السہم

(ترجمہ) ہدایہ میں ہے۔ ایک شخص نے بسم اللہ کہہ کر تیر پھینکا۔ تو جس جانور کے تیر لگے وہ اسے کھا سکتا ہے جبکہ اس تیر نے جانور کو زخمی کر دیا ہو۔ وہ جانور اس کے زخم سے مرجائے۔ کیونکہ اس شخص نے گویا بسم اللہ کہہ کر تیر اندازی سے اس جانور کو ذبح کیا۔ کیونکہ تیر بھی آلۂ ذبح ہے۔ اور ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے۔ اور زخمی کرنے کی ضرورت اس لئے ہے۔ کہ ذبح کے معنی متحقق ہو جائے۔ اور ملتقی الابحر میں ہے۔ اگر تیر جانور پر پڑ گیا پھر اس نے جست کی یا غائب ہو گیا۔ اور شکاری اس کی جستجو میں رہا پھر اس جانور کی لاش پائی تو اس کے اس تیر کے سوا اگر اور کوئی زخم نہیں تو وُہ حلال ہے۔ اور قواعد فقہیہ کی رُو سے بندوق سے جو شکار کیا گیا ہو۔ وہ بلا ذبح کے حلال نہیں ہے۔

تبیین میں ہے۔ الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین حل وان بالثقل لا یحل والاصل یہ ہے کہ موت اگر زخم سے ہو یقیناً تو جانور حلال ہے اگر ثقل سے ہو تو حلال نہیں ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ھو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم۔

(اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ گولی کا زخم جل کر اور تیزی سے نکلنے کے سبب سے توڑ کر ہوتا ہے۔ کیونکہ گولی میں کاٹ نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا جانور حلال نہ ہوگا۔ اور علامہ ابن نجیم نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے۔

لہٰذا بندوق کے شکار سے جو جانور بغیر ذبح کئے ہوئے مرجائے۔ شرعاً اس کا کھانا ناجائز ہے۔

سوال ع ۲

چاندی یا سونے کے زیور یا برتنوں پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہ ؟

الجواب وھو الموفق للصواب

چاندی یا سونے کے برتنوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ہدایہ اولین جلد دوم میں ہے

فی تبر الذھب والفضۃ وحلیھما و اوانیھما الزکوٰۃ الخ

چاندی یا سونے ورقوں اور زیوروں اور برتنوں پر زکوٰۃ واجب ہے

فقط

مناجاتِ صبوحی از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آزاد ترجمہ از جناب مولینا عبد الحمید صاحب سرخوش - لاہور

خُذْ بِلُطْفِكَ یا اِلٰھی مَنْ لَہٗ زَادٌ قَلِیل — مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَاتِی عِنْدَ بَابِكَ یَا جَلِیل
لطف فرما یا الٰہی زاد ہے میرا قلیل — مفلس و بیکس ترے در پر پڑا ہوں اے جلیل

ذَنْبُہٗ ذَنْبٌ عَظِیمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیم — اِنَّہٗ شَخْصٌ غَرِیبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِیل
مغفرت فرما گنہ میرا ہے اک جرم عظیم — فاسق و فاجر سہی بندہ ہوں تیرا اک ذلیل!

مِنْہُ عِصْیَانٌ وَّنِسْیَانٌ وَّسَھْوٌ بَعْدَ سَھْو — مِنْكَ اِحْسَانٌ وَّفَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَاءِ الْجَزِیل
کام ہے عصیاں و نسیاں و خطا کاری مرا — اور ترا شیوہ عطا و لطف و انعام جزیل

طَالَ یَا رَبِّی ذُنُوبِی مِثْلَ رَمْلٍ لَا تُعَدّ — فَاعْفُ عَنِّی کُلَّ ذَنْبٍ وَّاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیل
جرم ہیں میرے الٰہی بے حساب بے شمار — در گذر فرما کہ تو ہے صاحب صفح جمیل!

قُلْ لِنَارٍ اَبْرِدِی یَا رَبِّ فِی حَقِّی کَمَا — قُلْتَ قُلْنَا نَارُ کُونِی بَرْدًا عَلَی الْخَلِیل
آگ مجھ پر سرد فرما دے خدائے ذو المنن — جس طرح بردًا سلامًا تو نے کی بہر خلیل

عَافِنِی مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَّاقْضِ عَنِّی حَاجَتِی — اِنَّ لِی قَلْبًا سَقِیمًا اَنْتَ مَنْ یَّشْفِی الْعَلِیل
ہو شفا مجھ کو عطا اور کر مری حاجت روا — قلب میرا ہے علیل اور تو شفا بخش علیل

اَنْتَ شَافِی اَنْتَ کَافِی فِی مُھِمَّاتِ الْاُمُور — اَنْتَ حَسْبِی اَنْتَ رَبِّی اَنْتَ لِی نِعْمَ الْوَکِیل
تو مرا شافی بھی ہے افکار میں کافی بھی ہے — اَنْتَ حَسْبِی اَنْتَ رَبِّی اَنْتَ لِی نِعْمَ الْوَکِیل

رَبِّ ھَبْ لِی کَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَھَّابٌ کَرِیم — اَعْطِنِی مَا فِی ضَمِیرِی دُلَّنِی خَیْرَ الدَّلِیل
بخش دے گنجینۂ فضل و کرم ربّ کریم! — ہر مراد قلب دے ہادی بتا خیر الدلیل

کَیْفَ حَالِی یَا اِلٰھِی لَیْسَ لِی خَیْرُ الْعَمَل — سُوْءُ اَعْمَالِی کَثِیرٌ زَادُ طَاعَاتِی قَلِیل
دولت حسن عمل سے ہے مرا دامن تہی — ہے بد اعمالی کثیر اور زاد طاعت ہے قلیل

ھَبْ لَنَا مُلْکًا کَبِیرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَاف — رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَّالْمُنَادِی جِبْرَئِیل
کر عطا ملک کبیر اور ڈر مرے دل سے نکال — حشر کا قاضی ہے تو اور ہے منادی جبرئیل

اَیْنَ مُوسٰی اَیْنَ عِیسٰی اَیْنَ یَحْیٰی اَیْنَ نُوح
ہیں کہاں موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہیں کہاں یحییٰؑ و نوحؑ

اَنْتَ یَا صِدِّیقُ عَاصٍ تُبْ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیل
سر جھکا صدیق عاصی پیش مولائے جلیل

مجلس ذکر

مرتبہ: چودھری عبدالحمید خاں صاحب

آج مورخہ ۲۹ جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی۔ اما بعد

ذکر جہر کے فائدے میں بارہا عرض کر چکا ہوں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے ذاکر وساوس خطرات سے بچا رہتا ہے لیکن ذکر جہر حد سے زیادہ زور سے نہیں کرنا چاہئے۔ بعض احباب نئے آتے ہیں۔ ان کو علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ زیادہ بلند آواز اور زور سے ذکر کرتے ہیں۔ پرانے احباب کو چاہیے کہ ان کو سمجھا دیا کریں۔

میری آج کی معروضات کا عنوان یہ ہے۔

مصائب میں خدا پرستوں کا مسلک

دنیا میں کوئی شخص من کل الوجوہ آرام پا ہی نہیں سکتا۔

دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد!

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

لَقَد خَلَقنَا الاِنسَانَ فِی کَبَدٍ

(ترجمہ۔ ہم نے انسان کو تکلیف اٹھانے کے لئے پیدا کیا ہے (سورۃ البلد پارہ ۳۰))

انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ پاک سب سے زیادہ با اخلاق اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی کو نہیں ستاتے ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَن سَعدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الاَنبِیَاءُ ثُمَّ الاَمثَلُ فَالاَمثَلُ الحدیث (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی)

(ترجمہ۔ سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت تکلیفوں میں مبتلا ہوتے ہیں آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام، پھر وہ لوگ جو ان کے مشابہ ہوں، پھر وہ لوگ جو ان کے مشابہ ہوں۔

سب سے زیادہ مصائب انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں ان کے بعد جو شخص جتنا مرتبہ میں ان کے قریب ہوگا اتنا ہی وہ مصائب کا شکار ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں لیکن مصائب ان پر بھی آتے ہیں۔

انسانوں کی دو قسمیں ہیں ۱۔ خدا پرست ۲۔ نفس پرست۔ مصائب میں دونوں مبتلا ہوتے ہیں۔ نفس پرستوں پر مصائب ان کی اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا اَصَابَکُم مِّن مُّصِیبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَت اَیدِیکُم وَیَعفُو عَن کَثِیرٍ۔ سورۃ الشوریٰ رکوع نمبر ۴ پارہ ۲۵)

(ترجمہ:۔ اور جو مصیبت تم پر آتی ہے سو وہ بدلہ ہے جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے (اللہ تعالیٰ) بہت سے گناہ)

مصائب خدا پرستوں پر بھی آتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام خدا پرستوں کے امام ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان پر مصائب کا آنا ان کی شامت اعمال کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ مصائب قرب الی اللہ میں ان کی ترقی درجات کا باعث بنتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی تکالیف کے متعلق سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَکَاَیِّن مِّن نَّبِیٍّ قَاتَلَ مَعَہٗ رِبِّیُّونَ کَثِیرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا اَصَابَهُم فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا استَکَانُوا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِینَ ۝ وَمَا کَانَ قَولَهُم اِلَّا اَن قَالُوا رَبَّنَا اغفِر لَنَا ذُنُوبَنَا وَاِسرَافَنَا فِی اَمرِنَا وَثَبِّت اَقدَامَنَا وَانصُرنَا عَلَی القَومِ الکٰفِرِینَ ۝ فَاٰتٰهُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنیَا وَحُسنَ ثَوَابِ الاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ المُحسِنِینَ۔

ترجمہ

اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور مدد دے ہم کو کافروں کی قوم پر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا دنیا کا ثواب اور خوب ثواب آخرۃ کا اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں سے

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ امثال عبرت کے لئے ہوتی ہیں۔ ان آیات میں امت محمدیہ کو سبق دیا جا رہا ہے پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابہ کرام نے اللہ کی راہ میں جہاد کئے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے ان کو جو تکالیف پہنچیں اس پر نہ وہ ہارے نہ سست ہوئے اور نہ دبے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو پہلے سوچ سمجھ کر اپنا صحیح مسلک متعین کر لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

صحیح مسلک ہے کتاب و سنت پر خود عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کی دعوت دینا اسی طریقہ سے ہم تک دین پہنچا ہے۔ پارہ ۳۰ کی ایک چھوٹی سی سورۃ والعصر میں اللہ تعالیٰ نے زندہ قوموں کے لئے چار اصول بیان فرمائے ہیں:۔

۱۔ ایمان یعنی اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کے ہر ارشاد پر دل سے ہر تصدیق لگانا۔

۲۔ ان ارشادات کو عملی جامہ پہنانا۔

۳۔ تواصی بالحق یعنی دوسروں کو اس دائرہ حق میں لانے کی کوشش کرنا

۴۔ اس دعوۃ الی الحق میں جو مصائب آئیں ان میں تواصی بالصبر کرنا۔ یعنی تکالیف میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضورؐ سے دین سیکھا اور اس کو آگے پہنچایا۔ اسی طرح دین [illegible] سکتا ہے۔ کہاں مدینہ منورہ اور کہاں کابل! کابل میں آج تک دو صحابہ کرامؓ کے مزارات موجود ہیں جن کی زیارت کی ہے۔ یہ مزارات دو پہاڑوں کے درمیان ہیں، تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کابل نے بغاوت کی تھی پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کا لشکر مدینہ منورہ سے آیا تھا۔ فتح اس سے پہلے ہو چکا تھا۔

صحابہ کرامؓ نے تابعین کو اور تابعین نے تبع تابعین کو دین سکھایا۔ اسی طرح الی الیوم ہذا مفسرین محدثین علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

یہ مت سمجھئے کہ دین دار ہونے کے بعد تکلیفیں نہیں آئیں گی بلکہ دیندار ہونے کے بعد تو تکالیف زیادہ آتی ہیں۔ سورۃ الحج رکوع ۲ پارہ ۱۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّعبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرفٍ فَاِن اَصَابَهٗ خَیرُ نِ اطمَاَنَّ بِهٖ وَاِن اَصَابَتهُ فِتنَۃُ نِ انقَلَبَ عَلٰی وَجهِهٖ خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ هُوَ الخُسرَانُ المُبِینُ ۝ (ترجمہ:۔ لوگوں میں سے وہ شخص بھی ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی اوپر کنارے کے پس اگر پہنچے ان کو بھلائی آرام پکڑے ساتھ اس بات کے اور اگر پہنچے اسکو فتنہ تو پلٹ جائے اوپر منہ اپنے کے جس سے دنیا اور آخرت

دونوں کو کھو بیٹھے - یہی کھلا نقصان ہے -

کتاب و سنت کے متعلق حضور کا ارشاد ہے - عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ (رواہ فی الموطا)

(ترجمہ) - مالک بن انسؓ بطریقہ مرسل بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں - جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ

یہی صحیح راستہ ہے اس کے علاوہ باقی سب راستے غلط ہیں - اسی لئے میں آپ سے ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ اگر کھرا دین چاہیئے تو مدینہ سے لایئے اگر آپ لاہور سے اوپر جائیں گے تو راستہ ہی میں ڈوب مریں گے - عام طور پر سجدے کو جائز قرار دینے والے لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ صرف وہابی کہتے ہیں کہ قبور پر سجدے نہیں ہونے چاہیئں وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ خواجہ علی ہجویریؒ، شاہ محمد غوثؒ اور حضرت میاں میرؒ کے مزارات پر سجدے ہوتے ہیں - اللہ تعالے مجھے اور آپ کو کتاب و سنت کے اتباع میں استقامت عطا فرمائے اس کے بعد مصیبتیں آئیں گی اللہ تعالے مصائب میں بھی استقامت عطا فرمائے - پہلے انبیاءؑ کے صحابہ کرام نے انبیاءؑ کی معیت میں جہاد کیا - جب ان کو تکلیف پہنچی تو انہوں نے اللہ تعالے سے اپنے گناہوں کو یاد کر کے معافی کی درخواست کی رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا -

وہ کہتے ہیں کہ ہم سے کوئی گناہ ہو گیا ہوگا جس کی سزا مل رہی ہے جیسے فارسی میں کسی نے کہا ہے کہ آنچہ بر ماست از ماست وہ اللہ تعالے کو برا نہیں بناتے - اس کے بعد ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا - ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے گناہوں کے باعث بزدل ہوں اس لئے ہمیں میدان جنگ میں ثابت قدم رکھ جہاد میں جو تکالیف آتی ہیں اس لئے وہ اللہ تعالے سے معافی کی درخواست کر رہے ہیں کہ تیری مرضی کے خلاف کوئی بات ہو گئی ہے جس کی ہمیں سزا مل رہی ہے

اشاعت دین فرض کفایہ ہے - ہمیں ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق حصہ لے سکتا ہے مثلاً اگر ایک شخص ناظرہ قرآن پاک پڑھا سکتا ہے تو وہ ناظرہ پڑھا دے - دوسرا اگر قرآن کا ترجمہ پڑھا سکتا ہے تو وہ ترجمہ پڑھا دے جو ان میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے وہ کسی اس قسم کا کام کرنے والے کے دست و بازو بن جائیں - جس کام میں آپ کسی کا ہاتھ بٹائیں گے اسی میں آپ کا حصہ ہو جائے گا - سورۃ بقرہ رکوع ۳۷ پارہ ۳ میں اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِهٖ عَلِیْمٌ

(اللہ کے راستہ میں جو تکالیف آئیں گی
اللہ تعالے ان کو شامت اعمال سمجھنے کی توفیق
عطا فرمائے - امین یا الہ العلمین -

اگر کسی کامل سے تعلق ہو اور انسان کے آزمائش کے موقع پہ قدم پھسلنے لگیں تو کامل تھام لیتا ہے - ایک جنگ میں صحابہ کرامؓ کے قدم اکھڑ گئے وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے وہ حضورؐ کے پاس آ کر عرض کرتے ہیں۔ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ (ہم بھاگنے والے ہیں) آپ نے ان کو تھام لیا ان کو تسلی دی اور فرمایا - لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَکَّارُوْنَ (نہیں بلکہ تم پھر لوٹ کر واپس جانے والے ہو) غزوہ احد میں بھی صحابہ کرامؓ بھاگ نکلے تھے بعض ان کی تھی مگر حضورؐ نے ان کو تھام لیا - یا فئۃً کا ثبوت دیتے یا میدان جنگ سے فرار مگر حضورؐ ان کو یہ نہیں جتلاتے - اللہ تعالے آپؐ کی اس شفقت کی ان الفاظ میں تعریف فرماتے ہیں - فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَہُمْ

اب بھی یہی ہوگا پنجابی میں کہتے ہیں یا خود مرد ہو یا مرد کے سایہ میں بیٹھا رہے (یا تو خود مرد ہو یا مرد کے سایہ کے نیچے رہے) میں اس کے مقابلہ میں کہا کرتا ہوں یا تو انسان خود صاحب استقامت ہو یا کسی صاحب استقامت کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے - ورنہ ہر وقت پھسلنے کا خطرہ ہے - تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں کئی پھسل گئے - اللہ تعالے ان کو معاف فرمائے امین یا الہ العلمین - نیت نیک ہو - رضائے الٰہی مقصود ہو اور طبیعت میں جدت نہ ہو - اس قسم کا صاحب استقامت انسان کتاب و سنت کے مقابلہ میں دس کروڑ علماء کی بھی پرواہ نہ کرے گا - جو کتاب و سنت کے مخالف ہوں باطل حملہ آور ہوتا ہے - حق پرست خم ٹھونک کر مقابلہ میں آ جاتے ہیں - انہیں حضرات کی برکت سے آج بھی اسلام زندہ اور تابندہ ہے

ایک دفعہ ایک شخص موچی دروازہ سے میرے پاس آیا اور اس نے ایک برات کا واقعہ سنایا - وہ برات شیرانوالہ دروازہ سے گئی تھی باجہ ساتھ نہ تھا - ایک جگہ لوگ ٹولیاں بن کر باتیں کرنے لگے اس کا بیان ہے کہ میں بھی ایک ٹولی کے پاس جا کھڑا ہوا لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ان وہابیوں کا بیڑا غرق ہو جائے انہوں نے باجا بھی اٹھا دیا - گویا باجا بھی جزو دین ہے - دیندار ہونے کے بعد کافر تو بعد میں مقابلہ میں آئے گا - پہلے بیوی اولاد اور برادری دشمن ہوگی اور اللہ تعالے استقامت دے تو اللہ تعالے اور حضورؐ کی رضا کے مقابلہ میں کبھی کسی کی پرواہ نہیں ہوتی - مقصد یہ ہو کہ دین زندہ رہے اگر اس کے لئے جیل بھی جانا پڑے تو یہ بھی گوارا ہو گیا چور جیل نہیں جاتے - ہم دین کے لئے چلے گئے تو کیا ہوا -

خدا پرستوں کو نفس پرست خواہ مخواہ ستاتے ہیں - انبیاء تو کسی کو نہیں ستاتے بلکہ لوگ ان کو بھی تکالیف پہنچاتے ہیں - مان نہ مان میں تیرا مہمان - موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کی درد بھرے الفاظ میں شکایت فرماتے ہیں وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ (سورۃ الصف رکوع ۱ پارہ ۲۸)

اللہ تعالے مجھے اور آپ کو
کتاب و سنت کے راستہ پر قائم رکھے اور
اس راستہ پر چلنے میں جو تکالیف بھی آئیں ان
کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنیکی توفیق عطا
فرمائے - امین یا الہ العلمین -

---

۴ اسی ارشاد رسول کے مطابق آپ کبھی کسی اہل بدعت کا استقبال نہ کریں

(باقی آئندہ)

بقیہ تعارف جماعت (صفحہ ۲ سے آگے)

مسلمانوں کو بے سند مسئلہ اور بے دلیل عقیدے ماننے اور اس پر عمل کرتے وقت لرز جانا چاہیئے کہ یہ عمل ہمیں لے نہ ڈوبے کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّار -

غیر مسنون عمل مردود

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے ہماری (مکمل) شریعت کے اندر کوئی نیا طریقہ مسئلہ وغیرہ نکالا جس کا ہم نے کوئی حکم نہ دیا ہو پس وہ نیا طریقہ مردود ہے (بخاری شریف)

جس نے بغیر ہماری سنت کے کسی عمل کو اپنا معمول بنا لیا پس وہ عامل و معمول دونوں (عند اللہ) مردود ہیں

اہل بدعت کے اعمال برباد

خدا تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ وخیرات نہ حج اور نہ عمرہ نہ جہاد اور بدعتی (دائرہ) اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے - جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے - (ابن ماجہ)

یہ حدیث پڑھ کر کانپ جائیں اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اہل بدعت کے ساتھ کتنی سختی روا رکھی گئی ہے کہ اس کی نماز - زکوٰۃ - حج - عمرہ - جہاد اور تمام اعمال خیر عند اللہ مردود ہیں - اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے - کہ اس پر خدا اور اس کے رسول کا غیظ و غضب اس لئے ہے کہ اس کی نیکیاں اس وجہ سے ٹھکرا دی جاتی ہیں - کہ وہ خدا کے مقابلہ میں شریعت سازی کرتا ہے جعلی سکے بنا کر شاہی سکوں میں شامل کر کے انہیں رواج دیتا ہے - اور اس طرح خدا اور اس کے پیغمبر سے ٹکر لیتا ہے تو پھر خدا کس طرح ایسے باغی کے اعمال قبول کرے -

مسلمانو گوش ہوش سے سنو ! اپنی زندگی بڑی احتیاط سے گزارو - خبردار کسی ایسے فعل کے مرتکب نہ ہونا - کسی ایسے مسئلے کو نہ اپنا بیٹھنا - کسی ایسی چیز پر عمل نہ کر گزرنا جس کو شریعت کے نام سے پیش کیا گیا ہو اور کتاب و سنت میں اس کا نام و نشان تک نہ ہو - اور خلفاء راشدین اسے پہچانتے نہ ہوں - پھر سنو کھوٹے سکے کو اور اسی چلانا بدعت پر عمل کرنا آپ کے تمام اعمال صالح کو دھڑام سے زمین پر گرا دے گا - آپ کا کوئی عمل قطعاً قبول نہیں ہوگا - اور پھر حشر کے میدان میں آپ ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں گے اور کہیں گے - یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا (الفرقان پ ۱۹ ع ۱)

ترجمہ - ہائے افسوس (سنت کے) مطابق عمل کے رسول کا راستہ پکڑا ہوتا -

بدعتی کی توقیر کی ممانعت

علماء، صلحاء و بزرگان دین کی عزت و حرمت ادب بجالانا اور ان کا استقبال کرنا اخلاق اسلامی کے تقاضوں سے ہے بدعت کی نجاست خدا اور اس کے رسول کی اس قدر نفرت ہے کہ بدعتی کے متعلق حضور اکرمؐ نے فرمایا

جس نے بدعتی کی عزت و توقیر کی اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی (شعب الایمان) ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۵۶ء

قرآن مجید میں مسلمانوں کیلئے

گھریلو ۔ خاندانی اور قومی مشکلات کا حل موجود ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کا مبارک لقب دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کے ذریعہ سے جو تعلیم بھی خلق خدا کو دی گئی ہے خواہ وہ جبرئیل کے ذریعہ سے دی گئی ہو جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ یا حضور انور کے قلب اطہر پر القاء کی گئی ہو جسے حدیث رسول کہا جاتا ہے۔ دونوں میں رحمت کا نور پایا جاتا ہے۔ ان ہدایات نبویہ پر عمل کرنے والے کے ہر معاملہ میں آپ رحمت کے باعث راحت پائیں گے۔ اور مخالفت کرنے والوں کے ہر معاملہ میں زحمت و تکلیف نظر آئیگی۔ اب میں مجوزہ عنوانات کے متعلق ہدایات الٰہیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہر گھر کی مصیبتوں کا حل

دفعہ اول

میاں بیوی کے مراتب

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

(ترجمہ: ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے۔ اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

نتیجہ

یہ ہوگا۔ کہ اگر گھر کے کسی معاملہ میں میاں بیوی میں اختلاف رائے ہو جائے۔ تو بیوی کو میاں کا حکم ماننا پڑے گا۔ اور ایسی اطاعت کرنی ہوگی جس طرح رعایا اپنے حاکم کا حکم مانتی ہے اس صورت سے نظام خانہ داری میں کوئی رخنہ اندازی اور کوئی فساد نہیں ہوگا۔

دفعہ دوم

نظام خانہ داری میں باہمی مشورہ

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

ترجمہ: ۔ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں۔ اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مشورہ سے کام کرنا پسند ہے۔ دین کا ہو یا دنیا کا۔

نتیجہ

میاں بیوی جب گھر کا ہر کام مشورہ کرکے اتفاق سے کریں گے تو اس میں برکت ہوگی۔ اور دلوں میں فرحت اور سرور ہوگا۔

دفعہ سوم

رشتہ داروں کے حق ادا کرنے میں فضول خرچی نہ ہو

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ: ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔

نتیجہ

اگر رشتہ داروں کے دینے لینے میں فضول خرچی نہ کی جائے تو مال کا بہت سا حصہ بچ جائے گا۔ اور وہ کسی نیک مصرف میں صرف ہو سکے گا۔

اقتصادی حالت کی کمزوری

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کی کمزوری کا سب سے بڑا سبب فضول خرچی ہے تقسیم ملک سے پہلے تقریباً ستر کروڑ روپیہ مسلمان کا بیاج کے سلسلہ میں ہندو کے ہاں جاتا تھا۔ پاکستان بننے کی برکت سے وہ سودی قرض بیباق ہو گیا ہے ورنہ مسلمان قیامت تک بھی ہندو کے سودی قرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا تھا مسلمان بھوکا مرتے ہوئے یہ قرض نہیں لیتا تھا بلکہ عموماً شادی اور غمی میں فضول خرچی کرنے کے باعث زیر بار ہو جاتا تھا۔

فضول خرچی سے بچنے والے

الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ لوگ جو شادی اور غمی کے موقعہ پر فضول خرچی نہیں کرتے وہ اس قسم کے تباہ کن قرضوں سے بچ جاتے ہیں اور اپنی کفایت شعاری کے باعث خوش و خرم رہتے ہیں۔

دفعہ چہارم

اولاد کی دینی تعلیم

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ط لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُکَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی

سورۃ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

(ترجمہ: ۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

حاصل

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے گھر کے ذمہ دار کو حکم دیا ہے کہ اپنے بال بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔ (یعنی اپنے حکم سے ان کو نماز پڑھوا۔) یعنی انہیں اللہ تعالےٰ کا دین سکھانے کے تم ذمہ دار ہو۔ بال بچوں کی روٹی کا فکر نہ کرو۔ وہ تو ہم انہیں کسی نہ کسی صورت سے پہنچا دیں گے۔

نماز کے ضمن میں سارا دین

در اصل نماز کے ضمن میں سارا دین آ جاتا ہے۔ مثلاً نماز میں قرآن مجید پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا گھر کا ذمہ دار اپنے بال بچوں کو پہلے قرآن مجید کا کچھ حصہ نماز کے لئے ناظرہ پڑھائے گا۔ پھر انہیں یاد کرائے گا۔ پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز پڑھنا سکھائے گا اور نماز سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں وضو کرنا سکھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء مبارک اول سے آخر تک صحابہ کرام نے جو اپنے تابعداروں کو دکھایا۔ اصلی وضوء تو وہی ہے۔ پھر اس گھر کے ذمہ دار کو اپنے بال بچوں کو فقہاء عظام سے پوچھ کر یہ بتلانا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء مبارک میں فلاں چیز فرض ہے۔ فلاں واجب ہے۔ فلاں مستحب ہے وغیرہ وغیرہ بلکہ نماز بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے احباب کو دکھائی ہے۔ وہ تو ایک نماز مقبول کا ایک مکمل نقشہ ہے۔ اس میں بھی گھر کے ذمہ دار کو فقہاء عظام سے یہ چیز لینی پڑے گی کہ نماز کے افعال میں کون سی چیز فرض ہے۔ اور کونسی واجب ہے اور کون سی سنت ہے۔ اور کونسی مستحب ہے۔

غرضیکہ

ایک نماز کے حکم کی کماحقہٗ تعمیل کرانے کے سلسلہ میں گھر کے ذمہ دار کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے اہل وعیال کو قرآن مجید کی بھی ضروری تعلیم دے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی روشناس کرائے اور فقہاء عظام کے مسلک سے بھی انہیں آگاہ کرے۔

دفعہ پنجم

اولاد کی اخلاقی تربیت

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج الآیۃ سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵

ترجمہ: ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری

گھر کے ذمہ دار کے ذمہ یہ فرض بھی عائد ہوگا کہ وہ

اپنی اولاد کو یہ تعلیم دے۔ کہ بیٹا دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد بے دینوں اور غافلوں کی صحبت میں نہ بیٹھا کرو۔ بلکہ خدا یاد کرنے والے اور دنیا کی زندگی میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا چاہنے والوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ تاکہ ان کی صحبت کی برکت سے تم میں بھی رضاء الٰہی کے مطلوب و مقصود ہونے کا جذبہ دل میں پیدا ہو جائے۔

دفعہ ششم

گھر والے آپس میں بدگمانیاں نہ رکھیں

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ
(الآیۃ سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔

دفعہ ہفتم

ایک دوسرے کے حالات کی تفتیش میں لگے رہو

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہشتم

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

دفعہ نہم

رضاء الٰہی حاصل کرنے کا پروگرام

میاں اور بیوی کے مل کر گھر بنانے کا مقصد فقط اغراض نفسانی ہی کی تکمیل نہیں ہے بلکہ اس خانہ داری کی زندگی میں بھی دونوں کا مقصد حصول رضاء الٰہی ہوگا جو درج ذیل ہے:۔
وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ
(الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔

یہ اس لئے

اس آیت کے احکام اگرچہ عام مسلمانوں کے متعلق بھی ہیں مگر میں نے ان احکام کو میاں بیوی کی ذمہ داریوں میں شمار کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس آیت سے پہلے اس سارے رکوع میں میاں بیوی کے متعلق ہی احکام آ رہے ہیں اس لئے اگرچہ احکام عام ہیں مگر آیات کا باہمی ربط قائم رکھنے سے یہ ربط قائم کیا جائے تو موزوں ہے تاکہ کلام الٰہی بے ربط نہ ہونے پائے۔

اگر گھر میں

ان ۹ دفعات پر عملدرآمد ہو جائے۔ تو گھر ایک امن کا گہوارہ۔ ہر گھڑی اور ہر آن میں فرحت اور سرور کا فوارہ ہوگا۔

ہر خاندان کی مصیبتوں کا حل۔ اگر مسلمان چاہیں

کہ ایک خاندان کے افراد شیر و شکر ہو کر رہیں تو انہیں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل احکام الٰہی کی تعمیل کرنی چاہئے۔ پھر ان کی مثال ایسی ہوگی جس طرح لاکھوں اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہو۔ بچے بھی اگر ان اینٹوں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر یہاں سے پھینک سکتے ہیں۔ اور اگر انہیں اینٹوں کو جوڑ کر ایک مضبوط قلعہ بنا دیا جائے۔ تو ہاتھی بھی ان دیواروں کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

دفعہ اوّل

مسلمان سب بھائی بھائی ہیں

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

دفعہ دوم

کوئی کسی سے ٹھٹھا نہ کرے

(یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶) ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔

دفعہ سوم

کوئی کسی کو کسی قسم کا طعنہ نہ دے

(وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

دفعہ چہارم

کوئی کسی پر نام نہ دھرے

بعض آدمی دوسروں کو توہین آمیز لقبوں سے یاد کرتے ہیں مثلاً "او اندھے" "او گنجے" "او کانے" وغیرہ (وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

دفعہ پنجم

کوئی کسی کے متعلق بدگمانی نہ کرے

(یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

دفعہ ششم

کوئی کسی کے حالات کی بلاوجہ چھان بین نہ کرے

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہفتم

کوئی کسی کے خلاف پروپیگنڈا نہ کرے

(وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

غیبت کیا چیز ہے۔ جو عیب کسی شخص میں پایا جائے اس کے پس پشت اس کے اس عیب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کی تھی۔ یا رسول اللہ اگرچہ وہ عیب اس میں پایا جائے اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب پایا نہ جائے۔ اور اس کی طرف نسبت کر دیا جائے۔ تو یہ بہتان ہے۔

دفعہ ہشتم

کوئی کسی کو ذلیل نہ سمجھے

اگر خاندان کے سب افراد ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ تو پھر جھگڑے کیوں پیدا ہوں گے۔
(یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قبیلے جو بنائے ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کسی قوم یا خاندان کا فرد ہونے کے لحاظ سے کسی کو کوئی شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ شخص زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور پرہیزگاری کے مراتب کو سوائے اللہ جل شانہٗ کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ لہٰذا سب مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مساوات کا سلوک کریں۔

برادران اسلام

اگر مسلمانوں کے خاندانوں میں ان آٹھ دفعات پر عملدرآمد ہو۔ تو پھر یہ برادری بہشتیوں کا ایک محلہ کہلانے کی حقدار ہوگی۔ بقول شاعر ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

قومی مشکلات کا حل

دفعہ اوّل

سب مسلمان ایک ہی قوم ہیں

اسلام میں ایک قوم ہونے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ایک دادا کی اولاد کو ایک قوم مان لیا جائے۔ اسلام میں قومیت کی حدبندی فقط اسلام پر مبنی ہے۔ جو لوگ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ وہ سب ایک ہی قوم ہیں۔ بقول شاعر ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قرآن مجید کی تائید

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۶)

دین و دنیا کی فلاح تلاوت قرآن میں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب صدیقی کالو پوری مقیم شاہ عالمی گیٹ لاہور)

نمبر ۴

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذرؓ اگر تو صبح کو جاکر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔ بہت سی احادیث اس مضمون میں وارد ہیں کہ علم کا سیکھنا عبادت سے افضل ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے کہ جیسا کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے تو وہ اس رات غافلین سے شمار نہیں ہوگا۔ دس آیات کی تلاوت میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں۔ اور تلاوت کرنے والا تمام رات کی غفلت سے نکل جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص پانچ فرض نمازوں پر مداومت کرے وہ غافلین میں نہیں شمار کیا جائے گا۔ جو شخص سو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات قانتین میں سے لکھا جائے گا۔

حسن بصریؒ نے حضورؐ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص سو آیات رات کو پڑھے تو وہ کلام اللہ شریف کے مطالبے سے بچ جائے گا۔ اور جو دو سو پڑھے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور جو ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک پڑھے اس کے لئے ایک قنطار ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ حضورؐ قنطار کیا ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے برابر (درہم مراد ہوں یا دینار)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضورؐ کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف کی تلاوت۔ معلوم ہوا کہ کتاب اللہ پر عمل ہی فتنوں سے بچنے کا کفیل ہے اور اس کی تلاوت ہر قسم کے فتنوں سے خلاصی کا سبب ہے۔

ہے الٰہی التجا تجھ کو ہو قرآں سے
اسکو سمجھوں پڑھ کر اپنی جان سے
آنکھوں کو نور اس سے ہو دل کو سرور
رنج و غم میرے اسی سے سب ہوں دور
صدقہ فرقان عظیم الشان کا
سب سے افضل تر ہے اسکا مرتبا
رحم فرما میرے حال زار پر
اور جہنم سے بچا لے سر بسر　　آمین ثم آمین

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ اس کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ قرآن شریف کی سب سے بڑی افضل سورت الحمد کی سات آیتیں ہیں۔ بعض صوفیا سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں منقول تھا وہ سب کلام پاک میں آگیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں آگیا۔ اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آگیا۔ اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ب میں آگیا۔ اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ب کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیزوں سے بندہ کا اللہ جل شانہ کے ساتھ ملا دینا ہے۔ بعض نے اضافہ کیا ہے کہ ب میں جو کچھ ہے وہ اس کے نقطے میں آگیا۔ یعنی وحدانیت کہ نقطہ اصطلاح میں کہتے ہیں۔ اس چیز کو جس کی تقسیم نہ ہو سکتی ہو۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں تمام مقاصد دینی و دنیوی آگئے۔

ایک دوسری روایت میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی۔ نہ توراۃ میں نہ انجیل میں نہ زبور میں، اور نہ بقیہ قرآن پاک میں۔

مشائخؒ نے لکھا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے۔ دینی ہو یا دنیاوی ظاہری ہو یا باطنی۔ لکھ کر لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لئے نافع ہے۔

صحاح کی کتاب میں وارد ہے کہ صحابہؓ نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں اور دیوانوں پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضورؐ نے اس کو جائز بھی رکھا۔ نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائب بن یزید پر حضورؐ نے دم فرمایا اور پڑھ کر لعاب دہن درد کی جگہ لگایا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کوئی سوتے وقت سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے تو موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے۔ یہ سورت ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے خاص خزانے سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانہ سے کسی کو نہیں ملی سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ بقر کی آخری آیات اور سورۂ کوثر۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جس نے سورۂ فاتحہ کو پڑھا اس نے گویا توراۃ۔ انجیل۔ زبور اور قرآن شریف کو پڑھا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر نوحہ و زاری اور سر پر خاک ڈالنے کی چار مرتبہ نوبت آئی۔ اول جب کہ اس پر لعنت ہوئی۔ دوسرے جب کہ اس کو آسمان سے زمین پر ڈالا گیا تیسرے جب کہ حضورؐ کو نبوت ملی۔ چوتھے جب کہ سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور درد گردہ کی شکایت کی۔ شعبیؒ نے فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کر۔ اس نے پوچھا کہ اساس القرآن کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ سورۂ فاتحہ۔ ایک اور جگہ ہے کہ سورۂ فاتحہ اسم اعظم ہے ہر مطلب کے لئے پڑھنی چاہئے اور اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کے ساتھ الحمد للہ کا لام ملا کر ۴۱ بار چالیس دن تک پڑھے جو مطلب ہوگا انشاء اللہ حاصل ہوگا۔ اور اگر کسی مریض یا جادو کئے ہوئے کے لئے ضرورت ہو تو پانی پر دم کرکے اس کو پلاوے۔ دوسرے یہ کہ نوچندی اتوار کو صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بلا قید میم ملانے کے ستر بار پڑھے اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جائے اول ہفتہ اگر مطلب پورا ہو جائے تو فبہا ورنہ دوسرے ہفتے اسی طرح کرے۔ نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا ۴۰ روز تک امراض کہنہ یعنی پرانے مرضوں کے لئے مجرب ہے۔ نیز دانتوں۔ سر اور پیٹ کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا مجرب ہے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے۔ جو آج سے قبل کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر اس فرشتے نے عرض کیا کہ دو نوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۂ فاتحہ دوسرا خاتمہ سورۂ بقر یعنی اس کا آخری رکوع۔ ان کو نور اس لئے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔

حضرت عطا ابن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضورؐ کا ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے۔ اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جاویں۔ احادیث میں سورۂ یٰسین کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ جو شخص یہ سورت پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے سنا تو کہنے لگے کہ خوش حالی ہے اس امت کے لئے جن پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے ان دلوں کے لئے جو اس کو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے اور خوش حالی ہے ان زبانوں کے لئے جو اس کی تلاوت کریں گے

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب مدظلہٗ کی تصانیف سے استفادہ کے بعد دل میں تھا کہ ان گراں بہا خزانوں سے پورے مستفیض ہو جاؤں اور ہنوز بھی مالا مال ہوں۔ سو بحمد للہ ادارہ خدام الدین کے ذریعہ اس کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ مجھے حال ہی میں حضرت مدظلہٗ کی تصنیف لاثانی "ولادتِ نبویؐ" سے بحمد للہ استفادہ نصیب ہوا اور قلبی اصرار کے تحت اسی تصنیف کو انشاء اللہ تین قسطوں میں آپ تمام ناظرین خدام الدین کے استفادہ کے پیش نظر شائع کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہ پہلی قسط ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام اکابرین کو ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے اور ان کے فیض بے پناہ سے ہم سب کو فیضیاب فرمائے۔ آمین

دعاگو اشفاق عوذی۔ کرشنا نگر۔ لاہور

سنۃ اللہ

جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو رب السمٰوٰت والارض پانی [illegible] ہے، جب انسان اپنی غذا کے لئے بیقرار ہوتا ہے تو وہ [illegible] ربیع بھیج دیتا ہے۔ جب خشک سالی کے آثار چھا جاتے [illegible] تو آسمان رحمت پر بدلیاں چھا جاتی ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُہٗ کِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖۤ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔

ترجمہ: وہ خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہوائیں بادلوں کو اپنی جگہ سے اٹھاتی ہیں اور جس طرح اس کی مرضی نے انتظام کر دیا ہے، بادل فضا میں پھیل جاتے ہیں۔ پس تم دیکھتے ہو کہ ان کے اندر سے مینہ برسنے لگتا ہے اور تمام زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، پھر جب وہ اپنے بندوں پر جو بارش سے مایوس ہو گئے تھے، پانی برساتا ہے، وہ کامیاب و خرم ہو کر خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

خدا کی تمام مثالیں اور دانائیاں جو وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کھولتا ہے، ہمیشہ عام اور قدرتی مظاہر سے تعلق رکھتی ہیں۔ تاکہ زمین کا ہر مخلوق ان کی تصدیق کر سکے اور ان سے دانائی حاصل کر سکے۔ وہ ایسے تغیرات و حوادث اور غیر فطری و صناعی چیزوں کا ذکر نہیں کرتا، جن کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے کسی خاص طرح کی زندگی، خاص طرح کے علم اور خاص طرح کے گرد و پیش کی ضرورت ہو۔ بلکہ اس کی ہر تعلیم ایسی عام اور خاص فطری حالات سے متعلق ہوتی ہے جن کو ایک جنگل کا ایک چرواہا اور متمدن آبادیوں کا ایک فیلسوف دونوں یکساں اثر کے ساتھ خدا کی سچائی کو پا سکتے ہیں۔ پس اگر تم نے فلسفۂ حکمت نہیں پڑھا ہے، اگر تم نے اجرام سماویہ کے دیکھنے کے لئے کسی خاص رصد خانہ کی قیمتی دوربین نہیں پائی ہے۔ اگر تم کو مادہ کے خواص کا تجربہ نہیں ہے، اگر تم کسی دارالعلوم کے اندر بیسوں تک نہیں رہے ہو، اگر تم صحرائی ہو، اگر تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر گوشہ نشین ہو، اگر جھونس کی ایک چھت اور بانسوں کی ایک شکستہ دیوار ہی، جینے اور بسنے کے لئے تمہارے حصہ میں آئی ہے، اور اس طرح تم نہیں جانتے کہ اپنے خدا کو آسمان کے عجیب و غریب ستاروں کے اندر کیونکر دیکھو اور اس کے حسن و جمال کو عناصر و ذرات خلقتہ کی آمیزش و آمیزش کے اندر کیونکر ڈھونڈو؟ تاہم تم انسان ہو، تم کو روح دی گئی اور تم زمین پر بستے ہو۔ تم آسمان کی ہر بدلی کے اندر بادلوں کے ہر ٹکڑے کے اندر، ہواؤں کے ہر جھونکے کے اندر، باران رحمت کے ہر قطرے کے اندر اپنے خداوند حی و قیوم کو، اس کی حکمت و قدرت کو، اس کی راحت و رحمت کو، اس کے پیار اور محبت کو دیکھ سکتے ہو اور اسے پا سکتے ہو۔ تم میں سے کون ہے، جس نے امید و بیم کی نظروں سے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا ہے اور اس کی بجلیوں کی چمک اور بادلوں کی گرج کے اندر اپنی کھوئی ہوئی امید کو نہیں ڈھونڈا ہے؟

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا (۳۰ : ۲۳)

ترجمہ: اور قدرت الٰہی کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ جب زمین پیاسی ہوتی ہے اور خشک سالی کے آثار ہر طرف چھا جاتے ہیں، تو وہ آسمان پر بارش کی علامتوں کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور تم امید و بیم کی نظروں سے انہیں دیکھتے ہو۔

پھر وہ کون ہے کہ جب تم اور تمہاری تشنہ و بیقرار زمین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس جاتی ہے۔ خاک کا ایک ایک ذرہ رطوبت و نمو کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے، کرۂ ارضی اپنی مجنونانہ حرکت میں آفتاب کے آتشکدہ سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ اس کی تمام کائنات نباتاتی اپنا حسن و جمال فطری کھو دیتی ہے۔ پرند اپنے گھونسلوں میں، چیونٹیاں درختوں میں اور انسان اپنے گھروں میں پانی کے لئے تاثر کرتا ہے اور ہر دم آسمان کی گرم و خشک فضا کی طرف مایوس نگاہیں اٹھاتا ہے۔ تو وہ اپنی محبت و ربوبیت کے نقاب میں آتا ہے اور مایوسی کے بعد امید کا، نامرادی کے بعد مراد کا، موت کے بعد زندگی کا پیام زمین کے ایک ایک ذرے ذرے تک پہنچا دیتا ہے!

وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ (۳۰ : ۲۴)

ترجمہ: اس کی ربوبیت و رحمت کو دیکھو کہ جب تم امید و بیم کی نظروں سے آسمان کو دیکھتے ہو اور تمام زمین پر خشک سالی اور ہلاکی چھا جاتی ہے تو وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے۔ یقیناً قدرت الٰہی کی اس نمود میں صاحبان فکر و عقل کے لئے بڑی نشانیاں رکھی گئی ہیں!

روحانی تربیت

یہ وہ انتظام الٰہی ہے، جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کی غذا کے لئے کیا ہے، پھر کیا اس نے انسان کی روح کے لئے کچھ نہ کیا ہو گا، وہ رب الارباب جو زمین کی پکار سن کر اسے پانی دیتا ہے، اور جسم کی بیقراری دیکھ کر اسے غذا بخشتا ہے۔ کیا سرزمین روح و معنی کی تشنگی کیلئے کچھ نہیں رکھتا اور دل کی بھوک کیلئے اس کے خزانوں میں کوئی نعمت نہیں؟

وہ کہ اس کی محبت زمین کی مٹی کو خشک نہیں دیکھ سکتی اور درختوں کی ٹہنیوں کو وہ سبز پتوں اور سرخ پھولوں کی زیبائش سے محروم نہیں رکھتا، کیا روح انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لئے چھوڑ دے گا اور عالم انسانیت کا مرجھانا اسے خوش آئے گا! وہ رب العالمین جو تمہارے جسم کو غذا دے کر موت سے بچاتا ہے، کیونکر ممکن ہے کہ تمہاری روح کو ہدایت دے کر ضلالت سے نہ بچائے؟

جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی (۲۰ - ۵۱) تمہارا پروردگار کون ہے؟ اے موسیٰ؟ تو حضرت موسیٰؑ نے نہ صرف اپنے رب العالمین کی نسبت خبر ہی دی، بلکہ اس کی ربوبیت کا دلیل عقلی و فطری بھی چند لفظوں میں فرما دی۔

رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (۲۰ : ۵۲)

ہمارا رب وہ ہے جو "رب" ہے اور اس لئے اس کی ربوبیت نے کائنات کی ہر چیز کو اس کی خلقی ضروریات بخشیں۔ پھر اس کے بعد ان کو ہدایت کر دی، تاکہ صحیح و فطری طریقہ پر کار بند ہو کر اپنی خلقت کے مقصد کو حاصل کریں۔

یعنی اس نے کہ زمین کی مٹی کے اندر [illegible] نشو و نما بھی [illegible] اور پھر پانی برسا کر اس کی [illegible] اس کے آگے نفوذ و عمل کی راہ کھول دی، [illegible] نے عالم ہستی کے ایک ایک ذرہ کے [illegible] خلقت اور ہدایت دونوں کا سامان کر دیا۔ انسان کو بھی جسم اور [illegible] دونوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اور اس کے لئے بھی خلقت اور ہدایت دونوں کا سامان رکھا ہے۔

اس کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لئے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں اسی طرح روح کی غذا کے لئے بھی اس کے آسمانوں کی وسعت [illegible] ہے جس طرح

بقیہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

(صلا سے آگے) جسم کی غذا اور زمین کی مادی ضروریات و نمو کے لئے آسمانوں پر جو ہوائیں بھیج دیں جو چمکتیں اور برسلا دھار پانی برساتا ہے ٹھیک اسی طرح جسم روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لئے ترستی ہے تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لئے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں۔ تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے۔ نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں۔ عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے اور خدا کے گھر حق و صدق کا شجرۂ طیبہ دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے، تو اس وقت روحِ انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیئے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے۔ تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے۔ وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت پھر اسے اٹھا کے بٹھا دیتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۷ - ۵۷﴾

اور پروردگار عالم ہی تو ہے کہ بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ جو باران رحمت کے آنے کی خوشخبری سنا دیتی ہیں یہاں تک کہ جب اس کا وقت آ جاتا ہے تو وہی بادلوں کو حرکت دیتی ہیں اور ہم انہیں ایک ایسے شہر کے اوپر لیجا کر بچھا دیتے ہیں جو ہلاک ہو چکا ہے اور زندگی کے لئے پیاسا ہے، پھر پانی برستا ہے اور زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے۔ اس کی نو بختی سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اور مخلوقات اپنی غذا حاصل کر لیتی ہے۔ بیشک اسی طرح ہم مردوں کو بھی اٹھاتے ہیں۔ اور جو کچھ کہا گیا ہے۔ سو در اصل ایک مثال ہے۔ تاکہ تم دانائی اور سمجھ حاصل کرو۔

تکمیل ہدایت

عالم انسانیت کی فضاء روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا، جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی جنبشوں کی ایک عالمگیر نمود تھی۔ جس کے ظہور عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت دی۔ اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بدحالی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا۔ کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤں گا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرا جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی۔ سو بالآخر وہ آ گیا اور سعیر فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی۔

یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبۂ آخری تھا۔ یہ سلسلۂ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا۔ یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا۔ یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی۔ یہ امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا۔ اور یہ حضرت ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین

محمد بن عبد اللہ کی ولادت باسعادت تھی۔
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

امت مسلمہ کی تاسیس

یہی واقعہ ولادت نبوی ہے جو دولت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا۔ اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جس میں اس امت مسلمہ کی بنیاد پڑی۔ جس کو تمام عالم کی ہدایت و سعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن تھا۔ یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی۔ یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان تھا۔ اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی زندگی کی دعوت نہ تھی، جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے، اور جیسا کچھ کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے۔ بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا، یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ کرۂ ارضی کی سعادت

. . . .

. . . . کا ظہور تھا۔ یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا۔ یہ انسانوں کی بادشاہتوں، قوموں کی برائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی

پس یہی دن سب سے بڑھ کر تھا کہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی، اس کی یاد نہ قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے بلکہ وہ تمام کرۂ ارضی کی ایک عام اور مشترک عظمت ہے۔ جس کو وہ اس وقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اس کو سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے۔ اور جب تک کہ اس کی زمین اپنی زندگی اور بقاء کے لئے عدالت و صداقت کی محتاج ہے۔

کس کی یاد رکھئے؟

دنیا میں بڑے بڑے انقلاب ہوئے ہیں۔ یہ انقلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان انسانوں کی پیدائش کے ایام کو بھی دنیا عظمت کے ساتھ یاد رکھنا چاہتی ہے اور اس اعتبار سے ایسی یادگاروں کی فہرست بڑی ہی طویل ہے۔ اس میں بادشاہوں کے زرنگار تختوں کی یادگاریں ہیں۔ فاتحوں کی بے پناہ تلواروں کی جھنکار ہے۔ سپہ سالاروں کے عدو بکثرت کی ہیبت ہے، حکیموں کی حکمتوں اور دانائیوں کے دفاتر ہیں۔ فلاسفہ و علماء کے علوم و صحائف کے خزائن ہیں۔ شاعروں کی ایجادیں ہیں۔ وطن پرستوں کے مواعظ ہیں۔ سچی پیشواؤں اور نیکی داعیوں کی جانفشانیوں اور سرفروشیوں کی داستانیں ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا اگر اپنی عظمت کے اصلی دن کو یاد رکھنا چاہتی ہے تو وہ کس کو یاد رکھے؟

ان میں سے کون ہے جس نے دنیا کو سب سے بڑا چیز دی ہے تاکہ وہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسی کو یاد کرے؟

شاہان عالم

آؤ سب سے پہلے بڑے اولو العزم شہنشاہوں کو دیکھیں، جنہوں نے دنیا کے بڑے بڑے رقبوں کو نوک شمشیر پر رکھ لیا اور آج ایسے عجیب و غریب محل اور محلات ہیں جن کی دیواریں اور شہتیر سونے چاندی اور لعل و جواہر سے بنائی گئی تھیں، انہوں نے بہت زیادہ مال و متاع جمع کیا، ان کے پاس لوہے کے بہت زیادہ آلاتِ خونریزی تھے اور ان کی اطاعت سے غلامی میں انسانوں کا سب سے بڑا گلہ تھا، پر ان کی پیدائش کے واقعہ کو بھی سب سے زیادہ عظیم الشان اور ناقابل فراموش ہونا چاہئے۔

چنگیز خان

اگر دنیا ان کی پیدائش کو یاد رکھے تو بتلاؤ کہ دنیا کے انہوں نے کیا کیا؟ ان کی فتوحات بہت وسیع تھیں، اور ان کی وہ دولت جو انہوں نے زمین کی بستیوں کو اجاڑ کر لوٹی تھی، بڑے بڑے وسیع رقبوں کے غذا آتی تھی، لیکن دنیا کو اس سے کیا ملا؟ کہ دنیا کی گردن ان کی یاد کے آگے جھکے؟ اگر وہ بہت بڑے فاتح تھے تو اس لئے کہ انہوں نے سب سے زیادہ زمین کو ویران کیا۔ سب سے زیادہ اس کی آبادیوں کو اجاڑا، سب سے زیادہ خون کی ندیاں بہائیں۔ سب سے زیادہ خدا کے بندوں کے گلے میں اپنی غلامی کی لعنت کا طوق ڈالا۔ پھر کیا دنیا اپنی بربادیوں، اپنے قتل و غارت، اپنے نہب و سلب اور اپنی غلامی کی لعنت کے ناپاک دنوں کو یاد رکھے اور جن کی بدبختی پر لعنت پھیلائی تھی ان کی پیدائش کی نحوست پر خوشیاں منائے۔ سکندر دنیائے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا۔ جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کی پوجا کرانی چاہی۔ لیکن اگر اس کی پیدائش کو یاد رکھے تو کن واقعات کی یاد ہوگی؟

یہ دنیا کی ویرانیوں، ہلاکتوں اور غلامیوں کی لعنتوں کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہوگا جو اس کو ہاتھ آئے گا۔

دنیا میں جس قدر بادشاہ پیدا ہوئے، اگر تم ان کی زندگی کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاہو تو اس کے سوائے اور کچھ نہ ہوگا، کہ وہ جتنے بڑے بادشاہ تھے اتنے ہی زیادہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے، وحشی بھی یا ان کی فطری قوتوں کے لئے پتھر تھے۔ اتنے ہی زیادہ ان کے قدرتی حرکت و نشو کے لئے زنجیر تھے اور اتنے ہی زیادہ خدا کی عطا کردہ حیثیت صالح اور انسان کے فطری شرف و احترام کے لئے ان کے اندر بربادیوں اور ہلاکتوں کی نحوست تھی۔

پس جن کا وجود دنیا کے لئے ایک زخم تھا، وہ ان کی یاد میں اپنی گم شدہ شفا دیکھ کر کیا پا سکتی ہے؟

(باقی بر صفحہ ۱)

خرابیٔ سینما

قسط دوم

از جناب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۱۰

تصویر بُت پرستی کی تمہید و ابتداء صورتگری کو بُت گری کہیئے تو ہے بجا
تخلیق کا ہے مضحکہ تصویر کی بنا نقل اُس کی ہے جو فعل کسی سے نہ ہو سکا
خالق کا ایسے مضحکہ اُڑتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۱

انسان ہیں تو اُنس بھی ہو جائیگا ضرور آنکھوں کا دیکھا دل میں اُتر آئیگا ضرور
نظارہ سادہ دل میں اتر لائیگا غرور بیہودہ سارے کام یہ سکھلائیگا ضرور
بیہودہ اپنے آپ کو بنتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۲

آنکھوں سے پھر دماغ میں اور دل میں آئیگی رگ رگ میں اس طرح سے شرارت سمائیگی
پھر راہ ہر گناہ کی جانب دکھائیگی ایمان پر بھی ایک دن آفت بن آئیگی
اس خطرۂ عظیم کو ہلکا، نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۳

بچپن میں دل بھی سادہ ہیں سادہ طبیعتیں عقلیں بھی پاک صاف ہیں اور پاک طینتیں
پاکیزہ ہر خیال ہے معصوم نیتیں بدکام اُن کے زنگ ہیں اور نیک زینتیں
بدیوں کا زنگ قلب پہ چڑھتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۴

اس سادہ لوحِ دل پہ ہے ہر نقش کا گجر ہر نیک و بد کا ہوتا ہے اُن پر بہت اثر
مٹتا نہیں مٹائے سے پھر جو کہ عمر بھر بدیوں کا پھر اثر بھی تو ہوتا ہے جلد تر
یوں ساری عمر تک کا بگڑنا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۵

ہوتی ہے جو شباب میں اُٹھتی ہوئی اُمنگ وہ حوصلہ وہ جرأت و ہمت وہ اک ترنگ
وہ ہر خلاف چیز سے مردانہ وار جنگ وہ راہِ حادثات میں اک عزم مثلِ سنگ
عیاشیوں کی بھینٹ اسے چڑھتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۶

ہوتا ہے معصیت سے ہی آفات کا ہجوم آتی مصیبتوں کی گھٹائیں ہیں جھوم جھوم
بڑھتی ہیں مشکلات پریشانیاں غموم ہوتا الٰہی سے - ہے کبھی امراض کا عموم
جڑ ہے گناہ کی اسے جمتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۷

بارش کو روکتی ہیں گناہ کی نحوستیں اُٹھتی ہیں جاتی مال و مساعی سے برکتیں
پیدائش غذا میں بھی آتی ہیں قلتیں گھٹتی ہیں جسم و رُوح کی بھی ان سے قوتیں
بدیوں کی کان ہے اسے اُبلتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۸

ہوتی ہے جب گناہوں پہ نازل کوئی سزا افلاس و قحط سالی و امراض کی وبا
ہوتے ہیں نیک لوگ بھی پھر اس میں مبتلا ہوتی ہے ملک و قوم کو بھی عام یہ بلا
اپنی سزا میں سب کو بھگتنا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۱۹

کچھ یاد ہے کہ پہلے حکومت گئی تھی کیوں عیاشیوں سے ہوگئی حالت تھی جب زبوں
عشرت پرستیوں سے گیا امن اور سکوں ہر سلطنت کے کام کا اس سے ہوا انقلاب
پھر اس بلا کو ملک میں بڑھتا نہ دیکھیے
انسان ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

مقصود زندگی

نواب میر صدر الدین حسین خان صاحب

خدائے تعالےٰ نے ہر انسان میں یہ قوت رکھی ہے کہ وہ جس مطلب جس کام میں اپنی قوت خرچ کریگا اسے وہ مطلب حاصل ہوگا۔ اور جس کام پر متوجہ ہوگا اور جس کام میں دھیان لگائے گا۔ محنت و مشقت سے اس کا وہ کام بن جائے گا۔ مثلاً جب کسی کو ڈاکٹر بننا منظور ہوتا ہے۔ تو وہ دواؤں کی خاصیت سے واقف ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر کہلاتا ہے۔ اور جیسے وکیل بننا ہوتا ہے۔ تو وہ قانون یاد کرتا ہے۔ تو وکیل بن جاتا ہے۔ اور جیسے محاسب بننا ہوتا ہے۔ وہ حساب سیکھتا ہے۔ تو محاسب بن جاتا ہے غرض کوئی علم ہو۔ کوئی ہنر ہو۔ کوئی کمال ہو۔ کوئی خوبی ہو۔ کوئی پیشہ ہو۔ کوئی زبان ہو۔ انسان اس کو بر غبت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور خوب طرح اس پر دھیان دیتا ہے تو اس پر قابو پا لیتا ہے۔ مگر انسان کو اللہ تعالےٰ نے یہ قوت اس لئے نہیں دی کہ وہ غیر مفید اور غیر ضروری چیزوں پر خوب توجہ کرے اور اپنے مفید مطلب اور ضرورت کے کاموں کی طرف ذرا بھی دھیان نہ دے۔

انسان کو سب سے زیادہ ضرورت اپنی زندگی کو متفخر و ممتاز و دولتمند و خوش حال بننے کی اور اپنی جان کو آسائش و اطمینان دینے کی رہتی ہے۔ مگر یہ خواہش بھی بلا فکر و تردد اور بغیر محنت و مشقت کے حاصل نہیں ہوتی۔ اور دولت مند و سربلند بن جانے میں اگر کامیابی ہوئی بھی تو عمر دو روزہ کے لئے یہ کامیابی ہے۔ جب تک جان جسم میں ہے تب تک اس کا مزا اور آسائش کارآمد ہے۔ مگر اس محنت کا آخرت میں بعد مرنے کے کوئی نتیجہ نہیں ملتا۔ پس اسی کے حصول میں مصروف رہنا ایک خطرناک غلطی ہے۔ اور اس ضرورت کو بڑی ضرورت انسانی قرار دینا نادانی ہے۔ اسلئے انبیاء علیہم السلام نے دنیاوی نعمتوں کے حصول کو زندگی کا مقصد نہیں بتایا۔ بلکہ آخرت کی نعمتوں کے حصول کو مقصد زندگی بتایا ہے «الدنیا مزرعۃ الآخرۃ» یعنی دنیا کھیتی ہے آخرۃ کی کہ یہاں کی محنت وہاں کے لئے ہونی چاہیئے۔ جہاں دوامی چین و راحت اور ابدی عیش و آرام ملنے والا ہے۔ پس اس بارے میں ان کی رائے کی پیروی اور ان کے اقوال کی تصدیق و اطاعت عین دانائی ہے اور شریعت اسلامیہ نے ہمیں راستہ بتایا کہ جو نہ تو دنیا داروں کی طرح صرف دنیاوی عزت و دولت و نیک نامی و سرفرازی حاصل ہونے کے لئے جد و جہد کرنے کو کامیابی بتاتا ہے اور نہ ترک دنیا کو حصول مراد کا ذریعہ بتاتا ہے۔ بلکہ ایک درمیانہ راہ اختیار کرنے کی صلاح دیتا ہے۔ جیسے عقل سلیم حاصل ہے۔ وہ اسی کو دائرہ اسلامیت کی راہ سمجھتے ہیں کیونکہ «لا رہبانیۃ فی الاسلام» یعنی اسلام میں رہبانیت (ترک دنیا) کی تعلیم نہیں ہے پس قرآن نے ہمیں وہ راستہ بتایا کہ جس سے دنیاوی عزت و ثروت و ترقی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ اور آخرت کی آسائش و نعمتیں بھی اگر ہم شریعت کے راستہ پر چلیں حصول آخرت کے لئے بھی جد و جہد کرتے ہیں۔ تو دونوں حاصل ہوتی ہیں پس ہماری کوشش و سعی و محنت دنیا و آخرت دونوں کیلئے لازمی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ افراط و تفریط نہ ہو یعنی دنیا ہی کی طرف نہ جھک جائے اور نہ کاروبار دنیوی سے کنارہ کرے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیاوی مطالب اور دنیاوی مراد حاصل کرنے کی طرف دنیادار اسقدر متوجہ رہتے ہیں۔ کہ دین و ایمان کی حفاظت و حصول توشۂ آخرت سے بالکل کنارہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حصول دین میں جس قدر کوشش اور جتنی محنت و مشقت ہو اسے بجان و دل برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ اس محنت کا ثمر دنیاوی مرادوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے «والآخرۃ خیر و ابقیٰ» یعنی آخرت کی نعمتیں اچھی ہیں بمقابلہ دنیا کے۔ کیونکہ ان میں صفت بقا ہے وہ باقی رہنے والی ہیں۔ اور فرماتا ہے «الدنیا متاع قلیل» یعنی دنیا بہت تھوڑی پونجی ہے پس متاع آخرت سے روگردانی کرنا عقل و دانش سے بعید ہے۔

جو لوگ دنیاوی عزت اور ساز و سامان حاصل کر کے اتراتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ متاع آخرت حاصل کرنے والوں کو اترانا چاہیئے۔ مگر چونکہ دین داروں کو یہاں اترانے کا موقع نہیں اور اجازت بھی نہیں ہے یہ آخرت میں اترا دیں گے۔ اور اکڑیں گے۔ جہاں دنیا داروں کی اکڑ باقی نہ رہے گی۔ پس تعجب ہے کہ مسلمان آپ کو قرآن و حدیث پر ایمان لانے والا اور یقین رکھنے والا سمجھیں۔ مگر دنیاوی ترقیوں کی خواہش میں ہمہ تن مصروف نظر آئیں۔ اور آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے سے باز رہیں۔ ہر مسلمان کو کامل یقین کے ساتھ اس راہ پر چلنے کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اور اس میں جسقدر محنت و مشقت ہو اسے برغبت و بجان و دل برداشت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خدائی اصول ہے کہ بعد محنت کے راحت ہے اور بعد فکر کے اطمینان۔

اول تو ہمیں علم شریعت و دینیات کی تحصیل میں محنت کرنی چاہیئے۔ پھر دوسری محنت یا تکلیف ہمیں اس علم شریعت پر عمل کرنے کے لئے اٹھانی چاہیئے۔ پھر ہمیں وہ مراد حاصل ہوگی جس مراد کو اور جس مقصد کو خطرہ زوال نہیں ہے یعنی دائمی راحت اور غیر فانی نعمتیں اور ابدی اعزاز و افتخار۔ جو دنیا میں میسر اور ممکن نہیں۔ دنیا کا اعزاز و افتخار تو بچشم عقل و بنظر حقیقت اصلی مقصود زندگی نہیں ہے اس لئے کہ فانی ہے بقول شاعر ؎

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

مگر جو شخص اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے آمادہ اور کمربستہ نظر آئے اور آخرۃ کی نعمتوں کو وہ نعمت عظمیٰ خیال کرتا ہو اور خدا و رسول کے وعدوں پر اعتبار و یقین حاصل ہو۔ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلے اسے علوم دینیات کی تحصیل کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد فقہ و حدیث و قرآنی احکام کا مطیع اور عامل شریعت بن جانا چاہیئے۔ یعنی علم اور عمل دونوں نجات کا موجب ہیں۔ مگر مقدم علم ہے پھر عمل ہے جو شخص اس پہلے کام سے توجہ ہٹا لے۔ اور جو کام مقدم ہے اس کے لئے مستعد نہ ہو۔ یعنی حصول علم کی مشقت و محنت سے جی چرائے مطالعہ کتب دینی شوق تحصیل علم دین سے باز رہے۔ اور اپنی اولاد و احباب کو بھی اس سے محروم رکھے تو ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ اسے دین سے محبت ہے۔ اور وہ دین دار ہے اور اسے دنیا سے زیادہ دین مطلوب ہے۔ اور اسے مقصود حقیقی و مراد آخرت بغیر طلب علم حاصل ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ طالب آخرۃ محنت سے جی چرائے وہ طالب آخرہ نہیں بن سکتا۔ جس طرح طالب دنیا بلا محنت و فکر و تردد کے دنیا میں دولت و اعزاز نہیں پا سکتا۔ اور بغیر توجہ و مصروفیت کسی کام میں فتح مند نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص زہد و تقویٰ و عبادت ہی طلب آخرت کے لئے کافی سمجھے اور تحصیل علم دین سے اغماض کرے اس محنت و مشقت کی طرف دل مائل نہ ہو۔ خاطر رجوع نہ ہو اور سمجھے کہ میں آخرۃ میں مراد کو پہنچوں گا۔ تو یہ بھی اس کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ ایک کام پر محنت کرنے سے اس نے جی چرایا اور دوسرے کام میں تکلیف اٹھانے سچے دل سے حاضر ہے۔ تو ضرور اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ خدا کی طلب میں تو اس قدر مستعد تھا تو حصول دین سے کیوں باز رہا۔ کیا تو نے اسے عبادت نہ سمجھا۔ اور کیا تجھے معلوم نہ تھا۔ کہ ہر عبادت پر وہ مقدم ہے پس ایسے ضروری کام میں یہ غفلت اور یہ بے اعتنائی اور اس پر خدا کو راضی کرنے اور دین دار بننے کا خیال خام اور دعوےٰ۔ آپ یقین جانئے کہ یہ سوال عابدوں اور زاہدوں اور صوفیوں اور درویشوں سے بھی ضرور ہوگا۔ اگر وہ علم دین سے یعنی فقہ و حدیث و تفسیر سے سروکار نہ رکھتے ہوں اور اپنی عبادت و ریاضت کی مشقتوں کو بغیر علم کے حصول مراد کا ذریعہ سمجھے ہوں اور دل میں خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کا خیالی پلاؤ پکاتے ہوں۔ آخرۃ میں معلوم ہو جائے گا کہ خدا ان کی عبادت سے راضی نہیں ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے علم دین حاصل کرنے کی مشقت کو فضول اور بیکار سمجھا قانون شریعت سے آگاہ ہونے کی پرواہ نہ کی۔ خواہ کوئی کتنی ہی عبادت اور طلب رضائے الٰہی میں مصروف رہتا ہو۔ مگر فقہ یا حدیث یا قرآن

سے ناواقف رہے تو اس کی عبادت رائیگاں ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے کہ جب دوا کی تاثیر اور خاصیت معلوم نہیں تو اس کے استعمال سے کیا حاصل ہوگا۔ اور جب کہ قانون کی باریکیاں معلوم نہیں تو عدالت میں کامیابی کی کیا امید؟ اسی طرح اعمال نیک و بد کا جسے علم نہیں اس کے اعمال اگر وہ خود نیک سمجھتا ہو سمجھا کرے۔ مگر اس طرح قیاساً نیک سمجھنے سے وہ نیک نہیں بن سکتے۔ پس کوئی کام ہو، کوئی ہنر ہو۔ کوئی پیشہ ہو۔ کوئی فن ہو۔ بغیر استاد نہیں آسکتا۔ اور بغیر سیکھے اور بغیر محنت کئے اس میں کامل نہیں بن سکتا۔ اور کسی ہنر پر بلاواقفیت ہرگز انسان قابو نہیں پا سکتا۔ مثلاً انجن کا چلانا یا اگنبوٹ یا اسٹیمر کا چلانا یا موٹر کار کا چلانا یا پانی میں تیرنا یا بندوق چلانا یا فوٹوگرافی یا گھڑی سازی یا دواسازی یا خط نویسی۔ املا و انشا یا فن شاعری وغیرہ۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ میں نے اسے بغیر محنت کے سیکھا اور بغیر استاد کے میں اس فن کا ماہر ہوگیا۔ جس شخص نے کسی فن میں محنت نہ کی اور اس فن کو سیکھنا بھی نہ چاہے تو اسے کون ماہر کہے گا۔ اور وہ کیا کام کر سکے گا۔ پس عبادت الٰہی بھی مثل موٹر و اسٹیمر و انجن چلانے کے ہے۔ ہم اگر موٹر چلانے کو بیٹھ گئے۔ مگر کیا اس کے کل پرزوں سے بھی واقف ہیں یا اگر کچھ نہیں ہیں۔ تو پھر ہمارا یہ سوال ہے کہ کیا ایسا ہانکنے والا موٹر کو سلامت لے جا سکے گا کبھی نہیں۔ پس تحصیل فن و تحصیل علم۔ سب کاموں پر مقدم ہے۔

شریعت اور طریقت پر عمل کرنے سے پہلے قوانین شریعت و طریقت سے واقف ہونا شرط لازمی ہے اور بلا واقفیت عمل کی تکلیف اٹھانی موجب ناکامی ہے۔ الغرض علم سیکھنا پہلے درکار ہے پھر عمل کی تکلیف نفع بخش اور نتیجہ خیز ہوگی۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عربی فارسی جانے بغیر علوم دینیات حاصل نہیں ہو سکتے اور عربی فارسی کی تحصیل کے لئے بھی اتنا ہی عرصہ درکار ہے جتنا انگریزی اور دیسی زبانوں کے حاصل کرنے میں ہوتا ہے۔ یعنی کم از کم پانچ سال کی ضرورت ہے۔ اگر ہم دیسی اور انگریزی زبانیں چھوڑتے ہیں۔ تو دنیاوی ترقی میں غیر اقوام سے زک اٹھاتے ہیں۔ اور کاروبار دنیوی میں لیاقت و ہتھیاری سے محروم رہتے ہیں۔ اور جب اسے تحصیل کرتے ہیں۔ تو مذہبی علوم سے محروم رہتے ہیں۔ دینی ترقی سے دست بردار اور بے تعلق ہونا پڑتا ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم میں سے ایک گروہ علم دین کی تحصیل میں مصروف رہے اور اسے مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ باقی کل مسلمان اپنی دینی معلومات کو اردو مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے ترقی دے سکتے ہیں فقہ، حدیث، تفسیر، عقاید۔ کلام مناظرہ، تاریخ اسلام۔ یہ سب علوم کا ذخیرہ اردو میں موجود ہے۔ علمائے دین و بزرگان دین کی کتابیں بکثرت اردو میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ ابتدا میں چھوٹی چھوٹی کتابیں دیکھے اور جب ان کو سمجھنے لگے تو پھر شوق و رغبت خود بخود بڑی کتابیں دیکھنے کے لئے پیدا ہوگی۔ کیونکہ مبتدی کا دل بڑی کتابوں میں پہلے نہیں لگتا اور ان کے سمجھنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ اور مطالعہ کتب کے لئے نہ عمر کی قید ہے نہ وقت کی نہ مدرسہ کی پس یہ خیال غلط ہے کہ فارسی عربی کے سوا علم دین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور علم دین حاصل کرنے کے لئے علوم دنیوی سے دست بردار ہونا پڑتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم

پس کیوں نہ نکلے ہر فرقہ سے چند لوگ کہ وہ سمجھ حاصل کرکے اپنی قوم کی طرف آتے اور ان کو ڈراتے تاکہ وہ برے کاموں سے باز رہتے۔

نامراد اور نامردوں کے اقسام

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ کہ جو اس اصول سے ہی واقف نہیں کہ محنت کا نتیجہ راحت ہے اور جس کام پر انسان متوجہ ہو اور سعی کرے کامیابی اس کے ہاتھ ہے اور فتح مندی اسی کے ساتھ ہے۔ یہ گروہ اپنی قوت اور طاقت کے نتائج اور انسانی سعی اور کوشش کے فائدوں سے جو اسے خدا نے بخشی ہیں بے خبر ہے۔ اس لئے کسی کام کی طرف متوجہ نہیں۔ اور دنیا و دین دونوں سے سروکار نہیں رکھتا نہ ان لوگوں کا یہ قصد ہے کہ ہم ترقی کریں اور معزز و ممتاز بنیں۔ نہ ان کا یہ ارادہ ہے کہ ہم آخرت حاصل کریں اور اپنے پروردگار سے وہ انعام لیں کہ جسے زوال نہیں۔ اور یہ پست ہمتی اس لئے ہے کہ انہیں کوشش کے فائدوں اور محنت کے نتیجوں سے اطلاع نہیں۔ اور یقین بھی نہیں کہ خدا نے کوشش و محنت کرنے والوں کے ساتھ عہد کر لیا ہے کہ میں اس کا ثمرہ بخشوں گا۔ دیکھو دولت جس کی طاقت دنیا کو معلوم ہے۔ اگر صندوق میں پڑی رہے۔ اور تلوار جس کی طاقت دنیا کو معلوم ہے۔ اگر میان ہی میں دھری رہے اور قلم جس کی طاقت دنیا کو معلوم ہے۔ قلمدان میں دھرا رہے تو یہ طاقت کس مصرف کی ہے یہی حال انسانی طاقت کا ہے جو انسان محنت و مشقت سے جی چرائے وہ کبھی دنیا و آخرت میں بامراد نہیں ہو سکتا۔

دوسرا گروہ

دوسرا گروہ وہ ہے جو محنت و مشقت کا عادی ہے سعی و جانفشانی کے لئے تیار ہے۔ مگر دنیا کے فانی کی عیش و راحت اور دولت و عزت بہم پہنچانے ہی کو زندگی کا اعلےٰ مقصد خیال کرتا ہے اور ابدی نعمتوں اور لازوال عیش و راحت حاصل کرنے کی طرف مطلق متوجہ نہیں۔ بلکہ شاید یقین بھی نہیں کہ آخرۃ بھی بکوشش حاصل ہو سکتی ہے اور آخرۃ کے لئے کوشش کرنا فضول بلکہ تحصیل لاحاصل نہیں بلکہ وہ دنیا سے زیادہ بیکار امر اور نتیجہ خیز ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔

ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا۔ اور جس نے چاہا پچھلا گھر آخرۃ کا اور دوڑ کی سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکوراً ۵ اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین بھی ہے پس ایسوں کی دوڑ ٹھیک لگی یعنی ایسے دوڑنے والے بامراد ہیں۔

پس جب کہ ہم تن یہ گروہ دنیا ہی کے حصول میں سرگرم ہے تو اس نے فانی کو باقی پر ترجیح دی۔ اس غلط راہ کو اس نے اپنی کوتاہ فہمی سے اختیار کیا۔ ورنہ اس کی کوششیں اسے معراج ترقی پر پہنچا دیتیں مگر اس نے خدا کے وعدے پر اعتبار نہ کیا۔ قرآن کو حق نہ جانا اور راحت غیر فانی و نعمت جاودانی کی حرص و آرزو چھوڑ کر خداوند سے امید و توقع کا سلسلہ توڑ کر دنیوی عیش و طرب کو مقصود زندگی بنا لیا اور دنیاوی جاہ و منصب کو مراد دلی تصور کرنے لگا۔ کیا ان لوگوں کے پاس سوچنے کے لئے دل اور عبرت لینے کے لئے آنکھیں نہیں ہیں کہ یہ دنیا کے روزانہ انقلاب و فنا دیکھا۔ ترقی و تنزل۔ بلندی و پستی، شادی و غم، مفلسی و تونگری، صحت و علالت، شور و شر گرم و سرد، موت و حیات کا تماشہ دیکھتے اور عبرت حاصل کرتے مذہبی احکام کے آگے سختی سے سخت دل اسی وجہ سے جھک جاتے ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا قول اور رسول اللہ کا ارشاد بالکل بجا اور درست ہے کہ دنیا کی زندگی میں انسانی توجہ اور کوشش آخرت کے لئے زیادہ کارآمد ہیں۔ یہاں کا چین و آرام دانشمند عقل کے نزدیک مقصود زندگی قرار دینے کے لائق نہیں بلکہ مقصود زندگی آخرۃ ہی ہونا چاہیئے۔ اسی واسطے روزہ زندگی میں صرف یہ ہونا چاہیئے کہ ہم خدا کے روبرو شرمسار نہ جائیں۔ بے توشہ و بیکار نہ جائیں۔ ایسے مجرمانہ اور ظالمانہ اعمال لے کر نہ جائیں کہ خداوند کو ہم پر بجائے رحم کے غصہ آئے۔ اس کے غضب و غصہ سے پناہ دے کیونکہ جنہوں نے فکر آخرۃ چھوڑ دی ہے۔ وہ دنیا میں اپنے چین و آرام کے لئے ایسے ہی اعمال حق و ناحق کر گذرتے ہیں۔ اور ایسے ہی افعال سفیہہ ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون ۵ (سورہ منافقون ع ۲ پ ۲۸)

مسلمانوں ایسا نہ ہو کہ تمہارے مال و اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل بنا دیں اور جو لوگ ایسا کریں پس وہ نقصان پانے والے ہوں گے۔

یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون (سورہ روم ع ۱ پ ۲۱)

وہ تو دنیا کی زندگی کے ظاہر باتوں کو بہتر جانتے ہیں اور آخرۃ سے بے خبر ہیں۔

باقی آئندہ

علمِ تصوف

صاحبزادہ ابوالفیض محمد امیر خسرو اشعری چشتی مانسہرہ - ہزارہ

"کمالِ انسانی"

حضرت شیخ علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب معراج الہدایۃ میں فرمایا ہے۔ کہ ان حسن کل انسان وکمالہ وزینتہ وجمالہ فی کمال الاتباع المصطفوی فی جمیع الامور ظاہراً وباطناً اصولاً وفروعاً عقلاً ونقلاً عادۃً وعبادۃً الخ۔ ترجمہ ہر انسان کا کمال اور زینت وجمال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں ہے۔ اور اتباع سب امور ظاہر وباطن و اصول وفروع وعقل ونقل وعادت وعبادت میں ہو۔ (قطب الارشاد ص۳۱) حتیٰ کہ اپنے نفس کو شریعت کی لجام سے مقید کرے۔ اور اپنے دل کو حقیقت کی حقائق سے منور کرے۔ یہ باتیں قلب کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں اور قلب کی صفائی شریعت کی متابعت اخلاق ذمیمہ کے ترک اور ذکر وتلاوت ومعرفت و اخلاق حمیدہ کی توجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اپنی حرکات وسکنات کو سنت نبویؐ کے مطابق رکھے تاکہ ہیئت محمودہ پیدا ہو کر حقائق کے قبول کے لئے مستعد ہو جائے۔ اسی طرح حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ الفرق کلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وان طرق السادات المقربین الصادقین السابقین عقیدۃ بالکتاب والسنۃ وھم الصوفیۃ علی الحقیقۃ۔ ترجمہ۔ سب طریقے بند ہیں مگر وہ طریقہ جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا ہو۔ اور پہلے نیک و بزرگوں کے طریقے قرآن وحدیث کے ساتھ مقید تھے۔ اور وہی لوگ فی الحقیقت صوفی تھے ولا تخیلو من یتھاون بالاداب النبویۃ والسنن المصطفویۃ عارفاً فلا یقتدنکم وتبتلہ وانقطاعہ وخوارق عاداتہ ولا تغتروا بزھدہ وتوکلہ لان الفرق الباطلۃ مثل الیھود والنصاریٰ و الجوکیۃ والبراھمۃ یشترکون الفرقۃ المحقۃ فی ھذہ الامور انتہیٰ ترجمہ۔ جو شخص آداب نبوی اور سنت مصطفوی کی پرواہ نہ کرے اُس کو عارف نہ جانو۔ اور اُس کی زہد و انقطاع اور خوارق عادات پر دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ کئی فرقے باطلہ مثلاً یہود و نصاریٰ جوکیہ براہمہ بھی خوارق عادات میں صاحب کرامات فقراء وصادقین کے ساتھ شریک ہیں۔ خوارق عادات گروہ باطلہ کا سحر و استدراج ہے۔ اور گروہ حق کا کرامات ہے۔ حضرت عمر بن نجید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ ما التصوف۔ تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا الصبر تحت الامر والنھی۔ خدائے قدوس کے اوامر ومنہیات پر صبر کرنا۔ وصلا وخرق العادات علی الجوع والریاضۃ لا المعرفۃ۔ خوارق عادات بھوکا رہنے اور ریاضت سے ہوتی ہیں۔ معرفت کو خوارق عادات سے کوئی تعلق نہیں ہے (قطب الارشاد ص۱۲) کتاب الابانہ میں حضرت ابو نصر السجدی نے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لا قول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بنیۃ ولا قول ولا عمل ولا بنیۃ الا باتباع السنۃ وقال غریب المتن والاسناد۔ قول بغیر عمل کے کچھ نہیں اور قول وعمل بغیر نیت کے نہیں ہیں۔ اور قول وعمل و نیت بغیر پیروی سنت کے کچھ نہیں ہیں (قطب الارشاد ص۱۱) حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ من تھاون بالاداب عوقب بحرمان السنن ومن تھاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض ومن تھاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفۃ (ترجمہ) جس نے آداب میں سستی کی وہ سنت میں سستی کرے گا جس نے سنت میں سستی کی وہ فرائض میں سستی کریگا جس نے فرائض میں سستی کی وہ معرفت سے محروم ہوگا یعنی تھاون آداب حرمان سنت ہے۔ اور حرمان سُنت حرمان فرائض ہے۔ اور حرمان فرائض حرمان معرفت ہے۔ (قطب الارشاد ص۱۲) اور حدیث شریف میں ہے۔ ان اللہ لا یقبل لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلوٰۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃً ولا جھاداً ینخرج عن الاسلام کما تخرج الشعرۃ عن العجین۔ (ترجمہ) خدائے قدوس کسی مبتدع کا روزہ۔ نماز صدقہ حج۔ عمرہ۔ جہاد قبول نہیں کرتا۔ مبتدع اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے۔ جس طرح آٹے سے بال۔

بقیۂ خطبہ

(ص۹ سے آگے)

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ (سورۃ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶)

(ترجمہ) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول ہے اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان ایک ہی قوم ہیں۔ ان میں سے مسلم قوم کا صحیح نمونہ وہ لوگ ہیں۔ جو باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ اور وہ حضور الٰہی میں عاجزی کرنے والے بھی ہیں۔

نتیجہ

سب مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَأْسُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ

ترجمہ:۔ سب مومن ایک شخص کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہو۔ تو اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہوگی تو اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اگر ایک مسلمان پر مصیبت آئے گی تو سب اسے اپنی تکلیف خیال کر کے اس کا ساتھ دیں گے اس کی ہمدردی کریں گے اور مصیبت زدہ کو اس مصیبت سے نکال کر باہر لائیں گے۔

عصبیت کا رنگ

اس وقت مسلمانوں میں عصبیت کا یہ رنگ نظر آنے کا ہے

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روزگار

دگر عضوہا را نماند قرار

دُعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

بقیہ شذرات

(ص۵ سے آگے)

اور بلند عزائم رکھتے ہیں اور بہت بڑی تعداد میں اب بھی پرچہ منگوا رہے ہیں۔ اگرچہ قریشی صاحب اس کار خیر میں بعد میں شریک ہوئے لیکن وہ سب سے آگے بڑھ گئے ع

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۔ اللہ تعالےٰ انکے نیک ارادوں کے (آمین) ابو ظفر حاجی نور محمد چوہان مالک مسلم نیوز ایجنسی کہروڑ پکا ضلع ملتان نے جس احسن طریقہ سے ہم سے تعاون کیا ہے۔ ہم قاصر ہیں کہ ان کا شکریہ کما حقہٗ ادا کر سکیں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے (آمین) آپ کافی تعداد میں پرچہ منگواتے ہیں۔ اور کہروڑ پکا کے علاوہ قرب و جوار کے دیہات میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ سب بزرگوں کا فرداً فرداً نام ہی لینا ممکن نہیں۔ ہم فقط اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ ان کے وجود مسعود دین کے لئے نعمت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انکی اور توفیق دے اور انھیں دینی و دنیوی بلند پر سرفراز کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امراۃ الاسلام

از جناب سیدہ مشتاق حسین بخاری

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

کتب سیرت اور احادیث میں جناب طاہرہؓ کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ آپ کے مرتبہ کا صرف اس سے ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نبوت سے عہدہ برا ہونا چاہا تو فضائے عالم کی ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی۔ کوہِ حرا۔ وادیٔ عرفات۔ جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپؐ کی آواز پر پیکر تصویر اور محو حیرت تھا۔ لیکن اس عالم گیر خاموشی میں ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی یہ آواز حضرت خدیجہؓ کے قلب اطہر سے بلند ہوئی تھی جو اس ظلمت کدہ کفر و ضلالت میں انوار الٰہی کی دوسری تجلی گاہ تھی۔

اللہ تعالےٰ کے دین کی حمایت میں سب سے پہلی مالی قربانی بھی حضرت خدیجہ ہی کی طرف سے ہوئی انہوں نے اپنے مال کو حضورؐ پر نچھاور کر دیا۔ قرآن پاک میں اس آیت کی وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (اور اللہ نے آپ کو تنگ حال کے پایا، پس غنی کر دیا) مفسرین حضرات یہ توجیہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا غنی ہونا حضرت خدیجہؓ کے مال ہی سے تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان الفاظ میں شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ "خدیجہؓ" نے اپنے مال سے میری ہمدردی کی"

حضرت زیدؓ کو قید غلامی سے نکالنے والا جناب طاہرہؓ ہی کا مال تھا۔ جنہوں نے انہیں آزاد کرا کر حضورؐ کی خدمت اطہر میں پیش کر دیا۔ حضرت زیدؓ اولین مسلمانوں میں ہیں۔ حضورؐ کے دیرینہ خدمت گار اور آپؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کو جناب طاہرہ سے خاص محبت تھی۔ ان کے بعد ایک دفعہ ان کی بہن ہالہؓ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئیں۔ باہر سے آواز دی۔ حضورؐ سن کر بیقرار ہو گئے اور فرمایا کہ ہالہ ہوں گی حضورؐ کی ایسی محبت پر جناب صدیقہؓ نے رشک سے دریافت فرمایا کہ اب بھی آپ کو وہ بڑھیا یاد آتی ہے؟ حضورؐ جوش سے بھر گئے اور فرمایا، وہ مجھ پر ایمان لائیں جب کہ لوگ میری رسالت کے منکر تھے۔ اور انہوں نے میری تصدیق کی جب سب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور اپنے مال سے میری ہمدردی کی جب لوگوں نے مجھے اپنے مال و زر سے محروم رکھا۔ ان سے مجھے اللہ نے اولاد نصیب فرمائی جب دوسری عورتیں مجھ سے نکاح نہ کرنا چاہتی تھیں۔

احادیث میں حضرت خدیجہؓ کے مناقب یہ ہیں۔

(۱) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، اس امت میں جس میں مریمؑ پیدا ہوئیں مریمؑ بنت عمران ساری امت کی عورتوں میں بہتر تھیں اور اس امت کی عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے بہتر ہیں (بخاری و مسلم)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ کو کہا یا رسول اللہ! یہ خدیجہؓ آ رہی ہیں (یعنی غار حرا میں) جن کے ساتھ برتن ہے کہ اس میں سالن ہے یا کھانا ہے جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو آپ ان کو ان کے پروردگار اور میری طرف سے بھی سلام پہنچا دیجئے اور ان کو یہ بشارت دیدیجئے کہ جنت کے اندر ان کے لئے ایک موتی کا محل ہے اس محل میں نہ تو شور و غل ہے اور نہ رنج و افسردگی (متفق علیہ)

(۳) حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کی بیویوں میں مجھے سب سے زیادہ رشک حضرت خدیجہؓ سے ہوا کرتا تھا۔ حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں تھا۔ اور اکثر انہیں یاد فرمایا کرتے۔ جب کبھی آپ بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا بھر کی عورتوں میں صرف ان چار عورتوں کے فضائل معلوم کر لینا تیرے لئے کافی ہیں یعنی مریمؑ بنت عمران خدیجہ بنت خویلدؓ، فاطمہ بنت محمدؐ۔ اور آسیہؓ زوجہ فرعون (ترمذی)

معزز بہنو! ام المومنین جناب خدیجۃ الکبریٰؓ کے مجمل حالات ختم ہو چکے۔

بحیثیت مسلمان ہمارے لئے ان کی تقلید لازمی ہے۔ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ان کے لئے ایک دوسرے کا تعاون نہایت ضروری ہے مرد عورت کا حامی و مددگار ہے اور عورت مرد کی مونس و غم خوار ہے۔ آپ نے اندازہ فرمایا ہوگا کہ زوجۂ رسولؐ نے اپنے شوہر نامدار کی ہمدردی کی۔ کس طرح دکھ کے وقت ڈھارس بندھاتی تھیں اور کیا نقوش حضورؐ کے دل پر چھوڑ گئیں شادی کے بعد عورت کیلئے اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری کے بعد کسی کی خوشنودی حاصل کرنی ضروری ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی۔ شوہر کی اطاعت سے متعلق ارشادات نبوی آئندہ فرصت میں عرض کریں گے۔ ان شاء اللہ

نماز اور تزکیہ اخلاق

از جناب عبدالرشید صاحب عباسی۔ واہ چھاؤنی

زندگی کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان سرتاپا اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت و فرمانبرداری میں غرق ہو کر حسن و اخلاق کا پیکر بنے جن دانشوروں نے اس رمز کو عقل کی روشنی میں سمجھ کر عملی قدم اٹھایا وہی کامیاب و کامران ہوئے۔ اور جنہوں نے اس رمز کے سمجھنے اور عقل و ادراک کی کسوٹی پر پرکھنے کو تضیع اوقات قرار دیتے ہوئے سرتابی کی وہ نقش باطل کی طرح معدوم ہو گئے۔ کہاں ہے نمرود کی نمرودیت اور فرعون کی فرعونیت جو اس مٹی اور پانی کی دنیا میں تاجور تھے۔ جنہیں آج دنیائے انسانیت حقارت آمیز الفاظ کے ساتھ یاد کرنا بھی گوارا نہیں کرتی، فرعون کے متعلق قرآن شریف کا یہ ارشاد کتنا ہولناک ہے کہ:۔

"فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا۔ پھر انہیں جہنم میں لے جائے گا بہت ہی برا ٹھکانا ہے جہاں یہ لوگ اتریں گے۔ اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت کی مصیبت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی ان کو بہت برا انعام ملا۔"

(سورۃ ہود ع ۹)

یہ ہے راہ حقیقی سے فرار کا اندوہناک انجام، کہ نہ دنیا ہی ملی نہ آخرت۔ برخلاف اس کے حضرت شاہ ولی اللہ حضرت معین الدین اجمیری، سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اکابر۔ مشاہیر اور بزرگ ہستیاں جو آج بھی آسمان شہرت پر شمس و قمر بن کر مخلوق خدا کی راہنمائی کر رہے ہیں جن کی تعلیمات اور زہد و تقویٰ۔ کفر و شرک اور جہالت پر ضرب کاری ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان برگزیدہ ہستیوں نے بندگی کے مفہوم و مطالب اغراض و مقاصد کو کما حقہٗ ادا کیا اور دعویٰ عبودیت کو سچ کر دکھایا۔ مختصر یہ کہ عبادت و بندگی کا مفہوم صرف روزہ نماز تک محدود نہیں بلکہ وہ زندگی کے ہر شعبے تک وسیع ہے۔ بشرطیکہ ہماری تمام حرکات و سکنات عین حکم الٰہی کے مطابق ہوں۔ ایک حدیث میں اسلام کے پانچ رکن قرار

دیتے ہیں یعنی :۔
(۱) کلمہ طیبہ ۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ ۔

مندرجہ بالا ارکان میں نماز رکن اعظم ہے جس کی اہمیت و فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کم از کم ستر جگہ دوہرایا ہے جس کا قصداً چھوڑ دینے والا حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ ۔ حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ وغیرہ کے نزدیک کافر ہے ۔ آئمہ حضرات میں حضرت امام شافعیؒ ۔ احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک تارک نماز کافر اور واجب القتل ہے ۔

"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" (طبرانی)
جس نے قصداً اور عمداً نماز کو چھوڑا وہ کافر ہوا ۔

بہرحال ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نماز" جو دینی اور دنیاوی فوائد کی حامل ہے" بلا استثنائے شرعی عذر کے کسی حالت میں بھی معاف نہیں جو جسم و دل کی صفائی اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے ۔ نیز تزکیۂ اخلاق بھی کرتی ہے ۔ قرآن کریم میں یہ نکتہ ہر جگہ نمایاں ہے ۔

ارشاد باری تعالے ہے :۔

"اے پیغمبر یہ صحیفہ (یعنی قرآن) جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کی تلاوت کرو ۔ اور نماز پڑھتے رہو ۔ بلاشبہ نماز بے حیائی اور ناشائستہ باتوں سے روکتی ہے ۔ اللہ کی یاد البتہ (بہت) بڑی چیز ہے ۔ جو تم کرتے ہو اسے اللہ جانتا ہے (سورۂ عنکبوت) روزے کے متعلق فرمایا کہ وہ پرہیزگاری اور تقوے کی تعلیم دیتا ہے ۔ زکوٰۃ جو سر تا سر انسانی ہمدردی اور غمگساری کا سبق سکھاتی اور معاشرے سے افلاس اور تنگدستی کو دور کرتی ہے ۔ حج بھی مختلف طریقوں سے ہماری اخلاقی ترقی کا ذریعہ یعنی دوسروں کی امداد کا وسیلہ ہے ۔"

غرض مندرجہ بالا تعلیمات سے یہ معلوم ہوا کہ اسلامی عبادات کا ایک مقصد تزکیۂ اخلاق بھی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز عاجزی ، زاری ، فروتنی ، درماندگی اور شرمندگی کا نام ہے ۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ :۔
"جس کی نماز اسے برائی سے نہ روکے تو ایسی نماز خدا سے اُسے اور دور کر دیتی ہے ۔ روزے کے متعلق یوں فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے بعد بھی جھوٹ و فریب کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ۔"
ان عبادات سے اگر کوئی شخص روحانی جسمانی فوائد حاصل نہ کر سکے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ احکام الٰہی کی محض لفظی تعمیل ہے اور عبادت کے معانی و مطالب سے یکسر خالی ہے ۔ اخلاقی تربیت کے بغیر عبادت ایک ایسا درخت ہے ۔ جس میں پھل نہیں ۔ ایک ایسا قالب ہے جس میں روح نہیں ۔"
اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ کی سی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

حیات اک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں شاید
خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کے آتی ہے

بقیہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
(ص ۱۲ سے آگے)

بے سود تذکار

حکمائے حکمت ، فلاسفہ کا فلسفہ ، صناعوں کی ایجادیں بلاشبہ تاریخ عالم کے اہم واقعات ہیں ۔ لیکن اگر وہ انہی یادوں کے آگے دنیا کو جھکانا چاہتے ہیں ۔ تو انہیں بتلانا چاہیئے ۔ کہ انھوں نے اپنی حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلی دکھ اور دنیا کی حقیقی مصیبت کیلئے کیا کیا ؟ آسمان کی فضا میں ان گنت ستاروں کی قطاریں پھیلی ہوئی ہیں ۔ بلاشبہ وہ شخص بہت غور کرنے والا دماغ اور بڑی ہی کاوش کرنے والی نظر رکھتا ہے ۔ جس نے تم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے ہیں ۔ ان میں ثوابت ہیں ، سیارات ہیں اور ان کی حرکتوں کے معین اوقات و ایام ہیں لیکن دنیا جب ستاروں کی یہ بہت بڑی سچائی نہیں جانتی تھی تو اس وقت بھی بیمار تھی ، اور یہ معلوم کر کے بھی بیمار رہی ۔ اس کا اصلی دکھ یہ نہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ہے ، بلکہ ہمیشہ سے وہ اس ایک ہی مرض میں گرفتار رہی ہے کہ انسان خود اپنی نسبت اپنی فطرت صالح کی نسبت ، اپنی راہ سعادت کی نسبت کچھ بھی نہیں جانتا ۔

اس صناع کو تم اگر بڑا سمجھتے ہو جس نے انسان کے لئے فن تعمیر ایجاد کیا ، تاکہ وہ پائیدار مکانوں اور خوبصورت چھتوں کے نیچے بیٹھے ۔ تو تمہیں بتلانا چاہیئے کہ انسان درختوں کے نیچے بیٹھ کر نیک اور سچا انسان نہ تھا مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر بس کر اس نے اپنی گمشدہ حقیقت پالی ؟ دنیا کا اصلی مرض انسان کی حقیقت کی گمشدگی ہے ۔ سعادت انسانی اور امن ارضی ہی وہ نعمت ہے جس کی ڈھونڈ میں ابتداء سے کائنات کا ذرہ ذرہ دیوانہ ہو رہا ہے ۔ پھر بتلاؤ کہ اگر یہ بڑے بڑے صناع اور موجد ہی انسانیت کی سب سے بڑی بڑائی رکھتے ہیں ، تو ان کی ایجادوں نے انسان کو کس قدر امن دیا ؟ کس قدر سلامتی بخشی ؟ کہاں تک صراط سعادت پر چلایا ؟ طلسم حیات انسانی کا کونسا راز افشا کیا ؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کہاں تک جوڑا ؟ پھر اگر وہ یہ نہ کر سکے تو دنیا ان کی ایجادات کو اپنے خزانے میں رکھ سکتی ہے ، پر ان کی یاد میں اس کے لئے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی ، کیونکہ انہوں نے اصلی دکھ کے لئے کچھ نہیں کیا ۔

دور جدید

اچھا دنیا کے قدیم ذخیرہ میں جو کچھ ہے اسے چھوڑ دو ۔ کلدان و بابل اور یونان و اسکندریہ کے کھنڈر اور مسمار شدہ آثار کے اندر اگر دنیا کے لئے کچھ نہ تھا ، تو بہت ممکن ہے کہ آج لندن اور برلن و پیرس کی عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فہم کو مبہوت کر دینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وہ چیز مل جائے جس کے لئے ابتدائے خلقت سے حیران و سرگشتہ رہی ہے ۔

موجودہ تمدن یورپ کی ابتداء جن بڑے دعوؤں سے ہوئی ہے ضرور ہے کہ وہ سب کے سب اس وقت تمہارے سامنے ہوں ۔ کیونکہ ہماری موجودہ صحبت ان کے اعادہ کی محتاج ہیں ۔ ہم کو بتلایا گیا تھا کہ موجودہ تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئی مشابہت نہیں ۔ ان کی مختلف شاخوں باہم رابطہ و علاقہ نہ تھا ۔ ان کی بنیادیں صحت و حقیقت نہ تھیں ۔ وہ انسانی علم و عقل کی تمام شاخوں کو بیک وقت اپنا نہ کر سکی تھیں ۔ اُنہوں نے معلومات و احوال کو کوئی صحیح نظم و ترتیب پیدا نہیں کی اور انہیں اپنی تمدن کی اشاعت اور پھیلاؤ کے وہ ذرائع حاصل نہ تھے جنکے ذریعہ ہم نے تمام روئے زمین کو علم و تمدن کا ایک گھر بنا دیا ہے پس گذشتہ تمدنوں کی ناکامی سے موجودہ تمدن کی ناکامی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کے دعوے تھے جن سے موجودہ تمدن کی فضاء بھر گئی تھی اور جن کے ذریعہ اعلان کیا جاتا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت موجودہ تمدن کی ہے ۔ حالانکہ سب سے بڑا صرف خدا ہے ؛

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا (۲۵ : ۲۱)

بلاشبہ اُنہوں نے یہ کہکر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا اور حد درجہ کی سرکشی کی ۔

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنی اعتراف کا سر جھکانے کے لیے جب تمدن کے اس سب سے بڑے غرور بت کی طرف جاتی ہے ۔ تو اُسے کیا جواب ملتا ہے ؟

آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا طلسمی بت چور چور کر دیا گیا ہے اور خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ ہاتھ جو ثمود و عاد اور بڑی بڑی آبادیوں اور بڑے بڑے محلوں والوں کو سزا دے چکا تھا ۔ اپنے جلال اور ہولناکی کی آتشیں چمک دکھلا رہا ہے تم یورپ کی موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کی باہمی قتل و خون ریزی پر چارپایوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح نظر ڈالو اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمہارے سامنے ہو رہا ہے ؟ یہ تمدن اور وحشت کی پیکار نہیں یہ علم و جہل کی ٹکر نہیں یہ تمدن ہے جو تمدن سے ٹکرا رہا ہے ۔ یہ علم ہے جو علم کو فتح کر رہا ہے ۔ یہ قناعت ہے جو قناعت کو پیس رہی ہے یہ ایجاد کا مغرور شیطان ہے جو ایجاد ہی کے شیطان لعین کو ڈس رہا ہے اور اس طرح تمدن کا گھمنڈ ہی ہے جو تمدن کے گھمنڈ ہی کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر رہا ہے ۔

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ (۲۸ : ۲) اپنے گھروں کو وہ اپنے ہاتھوں سے اُجاڑ رہے ہیں ۔

پس اگر مسکین دنیا ان انسانوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے جو تمدن کے بادشاہ تھے ۔ علم کے فرماں روا تھے اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے تو ان کا ہاتھ پکڑو اور اُسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دو ۔ جہاں تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور بارود کی بدلیوں اور دھوئیں اور زہریلی گیسوں کی مسموم فضا کے اندر بچھایا گیا ہے اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں میں جہاں خون کی ندیوں اور انسانوں کی کٹی ہوئی لاشوں کے تودوں پر اس کے سنہری ستون عظمت نصب کیے گئے ہیں ؛ پھر اس سے پوچھو کہ وہ اپنی احسان مندی اور شکر گزاری کے لیے ان عظیم الشان انسانوں میں سے کس کی بڑائی کو چھانٹ لے ؟ آج گیہوں اور جو کے لئے روتے ہیں کیونکہ ہوا میں اڑنے کے آلات اور پانی کو مفرد اجزاء میں بدل لینے کا علم ان کے کچھ کام نہ آیا !!
وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لیے چُنے گی ؟ (باقی آئندہ)

بچوں کا صفحہ

روحانی بیماریاں

نمبر۲ - حسد

از جناب سید مشتاق حسین بخاری

عزیزو! گزشتہ شمارے میں تم غصّہ کے متعلق پڑھ چکے ہو کہ یہ روحانی بیماری ہے اور انسان کو اس سے بچنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ آج ہم تمہیں حسد کے متعلق بتاتے ہیں۔ حسد کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دشمن کو خوشحال اور فارغ البال دیکھ کر جلنا اور اس کی برائی کے لئے کوشاں رہنا۔

انسان قدرتی طور پر دوست اور دشمن میں فرق کر سکتا ہے۔ جس طرح دوست کو آرام میں دیکھ کر یہ خوش ہوتا ہے اسی طرح دشمن کو آسائش میں دیکھ کر ناراض ہوتا ہے۔ حسد سے کلیتہً بچنا انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ ایک بری حرکت ہے۔ اور ہمارے اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے۔ لہٰذا ہمیں ممکن حد تک اس سے بچنا چاہئے۔ خدا اور رسولؐ دونوں ہی کے نزدیک یہ برائی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ پر نعمت دیکھ کر حسد کرنے والا گویا میری اس تقسیم سے ناراض ہے۔ جو میں نے اپنے بندوں پر فرمائی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ پہلی اُمّتوں کی تمام بیماریاں تم میں سرایت کر گئی ہیں وہ بیماریاں حسد اور بغض ہیں جو دین کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہیں۔

اللہ والے فرماتے ہیں کہ حسد کا باعث عام طور پر تکبّر اور غرور ہوتا ہے۔ یا پھر اپنے ہی نفس کی شرارت اور حماقت ہوتی ہے۔ حاسد آدمی چاہتا ہے کہ جس طرح میں کنجوس اور دوسروں کو دیکھ کر جلتا ہوں اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی کسی کو کچھ نہ دیں اور کسی کے پاس اللہ تعالےٰ کی کوئی نعمت نہ رہے۔

اس سے بچنے کے لئے بھی علاج موجود ہیں۔ علاج علم سے بھی کیا جاتا ہے اور عمل سے بھی علمی علاج یہ ہے کہ جس کو حسد کرنے کی بیماری ہو وہ دل میں سوچے کہ حسد کرنے سے دوسرے کا کیا بگڑتا ہے نیکیاں اپنی ضائع ہوتی ہیں۔ خدا ناراض ہوتا ہے۔ ہر وقت طبیعت جلنے اور کڑھنے کی وجہ سے پریشانی رہتی ہے اور جس شخص پر حسد کرتے ہیں وہ الگ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ حاسد کو رنج و غم میں دیکھ کر اسے یقیناً خوشی ہوگی۔

عملی علاج

عملی علاج یہ ہے کہ جب حسد کا خیال دل میں آئے تو جبر کر کے اس کو دل میں سے نکال دے۔ اور جس پر حسد کر رہا ہے۔ اس کی نیکیاں اپنے سامنے لائے۔ اس کی اپنے دل میں تعریف کرے۔ اس طرح کرنے سے حسد کرنے کی عادت چھوٹ جائیگی۔

عزیزو! حسد بہت بڑی اخلاقی بیماری ہے۔ جو جسم اور عقل دونوں ہی کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ابھی سے اچھے اخلاق اور اطوار کی عادت ڈالی جائے۔

ضروری اطلاع

ہندوستان کے حضرات اپنا چندہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی مہتمم دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور کی خدمت میں ارسال فرما کر ہمیں مطلع فرمائیں!

مینجر "خدام الدین" لاہور

جلسہ جامعہ رشیدیہ

منٹگمری کے ادارہ جامعہ رشیدیہ کا سالانہ اجلاس

بصدارت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ وبشمولیت حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ ۲۳-۲۴-۲۵ مارچ ۱۹۵۶ء بروز جمعہ تا اتوار تجویز ہوا ہے۔ حضرات سے مراسلت ہو رہی ہے۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ کی تصدیق ہو چکی ہے اور حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی اجازت کے بعد باقاعدہ قطعی اعلان کا انتظار فرمایا جاوے۔ احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جا رہا ہے

ناظم و مہتمم جامعہ رشیدیہ منٹگمری

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

بدل اشتراک
سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
فی پرچہ چار آنے

—کراچی ۴ر فروری، آج دستور ساز اسمبلی میں کام کی رفتار اطمینان بخش رہی۔ دستور یہ نے بنیادی حقوق کی چار اور دفعات منظور کر لیں۔

لاہور ۴ر فروری، لاہور کارپوریشن نے آج متفقہ طور پر حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان آمد و رفت پر کڑی پابندیاں عائد کر دی جائیں اور سمگلروں کو غدار قرار دے کر انہیں سخت سزائیں دی جائیں۔

—ملتان ۵ر فروری، مغربی پاکستان کے وزیر تعلیم و صحت سردار عبدالحمید خان دستی نے بتایا ہے کہ مغربی پاکستان اسمبلی کا پہلا اجلاس اب مسودہ آئین کی منظوری کے بعد مارچ میں منعقد ہوگا۔

—کراچی ۶ر فروری، وزیر اعظم روس مارشل بلگانن نے کہا ہے کہ سوویٹ روس ایٹمی طاقت کے پر امن استعمال کے متعلق اپنی فنی معلومات پاکستان کو مہیا کر سکتا ہے آپ نے پاکستان اور روس کے درمیان اقتصادی تعاون کا امکان بھی ظاہر کیا ہے

—کراچی ۸ر فروری، آج دستور ساز اسمبلی میں عوامی لیگ کی طرف سے پیش کردہ دو ترامیم مسترد کر دی گئیں۔ ان کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا گیا تھا مرکز کے پاس صرف کرنسی دفاع اور امور خارجہ رہنے چاہئیں۔

—کراچی ۸ر فروری، وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ حکومت پاکستان کو سوویٹ روس یا چیکوسلاویکیہ کی طرف سے اقتصادی امداد کی کوئی پیشکش موصول نہیں ہوئی۔

—کراچی ۹ر فروری، آج تیسرے پہر دستور ساز اسمبلی نے ہائی کورٹوں کے اختیارات سے متعلق دفعہ ۱۷۰ میں مسٹر یوسف ہارون کی کچھ ترامیم منظور کر لیں۔ جن کے تحت ہائیکورٹوں کو بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے حکم نامے جاری کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے یہ اختیار صرف سپریم کورٹ کو دیا گیا تھا۔

—کراچی ۹ر فروری، وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ کم مہلت ملنے کے باعث پاکستان اگلے ہفتے بنکاک کے قریب سیٹو کے ممبر ملکوں کی مشترکہ جنگی مشقوں میں حصہ نہیں لے گا۔

—کراچی ۹ر فروری، آج دستور اسمبلی نے ۲۶۵ دفعات پر مشتمل آئینی بل کی مزید ۹۳ دفعات منظور کر لیں۔ اب تک ۱۷۰ دفعات منظور ہو چکی ہیں پچپاس دفعات پر غور و خوض ملتوی کیا گیا۔

—کراچی ۹ر فروری، آج سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مغربی پاکستان میں شہری متروکہ جائیدادوں کی ایک سے زیادہ اور فریب دہی سے حاصل کردہ الاٹمنٹوں کے سلسلہ میں جو شکایات حاصل ہوں گی متعلقہ کمشنر بحالیات ان پر ضروری کارروائی کریں گے۔

—کراچی: ۱۱ر فروری، موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کولیشن پارٹی نے مشترکہ اختیارات کی فہرست میں سے ان امور کو صوبائی فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے فیکٹریز اور بوئلرز۔ دوسرا اسٹمپ ڈیوٹیز نمائش کے لئے فلموں کی منظوری اور محکمہ ریلوے۔

—کراچی: ۱۱ر فروری۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے پاکستان اور روس کی مجوزہ تجارتی بات چیت کے سلسلہ میں اعلان کیا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

—الجزائر ۶ر فروری، وزیر اعظم فرانس الجزائر کے مسئلہ کا پر امن حل تلاش کرنے اور حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے تیسرے پہر بذریعہ طیارہ پیرس سے یہاں پہنچے۔

—واشنگٹن:- ۷ر فروری بین الاقوامی تعاون کے امریکی دارے نے موجودہ مالی سال میں پاکستان کے امدادی پروگراموں کے لئے تین کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر کی منظوری کا اعلان کیا ہے۔ اس میں سے دفاعی امداد کی مد پر تین کروڑ۔ اور فنی امداد کی مد پر ۷ ساٹھ لاکھ ڈالر خرچ کئے جائیں گے۔

—بون (جرمنی)، ۷ر فروری، معلوم ہوا ہے کہ اس سے پہلے پاکستان فولاد کے جس کارخانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اب اس سے چھ گنا بڑا کارخانہ قائم کرنے کی سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ جرمن ماہرین کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان میں قائم ہونے والا کارخانہ تین لاکھ ٹن فولاد تیار کر سکے گا۔

—واشنگٹن۔ ۸ر فروری۔ صدر آئزن ہاور نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ امریکہ اور روسی قومیں اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کی مدد سے ایک دوسرے کو بالکل تباہ کر دیں۔

نئی دہلی۔ ۸ر فروری۔ دہلی جنگ سنگھ نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر صوبہ دہلی کی حکومت نے اردو کو دہلی کی علاقائی زبان کی حیثیت دی تو ستیہ گرہ شروع ہو جائے گی

—نئی دہلی۔ ۹ر فروری۔ لاہور میں گھوڑوں اور مویشیوں کی سالانہ نمائش دیکھنے کے لئے بھارتی شہریوں کو ویزا کی خاص سہولتیں دی جا رہی ہیں امید ہے اس موقعہ پر ۲۰ بیس ہزار بھارتی لاہور آئیں گے۔

—پیرس:۔ ۱۰ر فروری۔ فرانسیسی وزارت خارجہ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ فرانس اور مراکش کے نمائندوں کی بات چیت ۱۶ر فروری ۱۹۵۶ء

:: کو شروع ہوگی جس میں دونوں ملکوں کے آئندہ تعلقات پر غور و خوض ہوگا۔

—قاہرہ، ۱۰ر فروری، دریائے نیل پر ایک عظیم الشان بند باندھنے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی بنک نے ۲۰ کروڑ ڈالر دینے کی پیشکش کی تھی جسے وزیر اعظم مصر نے منظور کر لیا ہے۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)